قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 28 اپریل 2022ء | 26 رمضان 1443 ہجری قمری | 28 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:101

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محض للہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا (اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جائے گا اور) اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب سب دنیا کے دل مر جائیں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام باب فی من قام فی لیلتی العیدین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

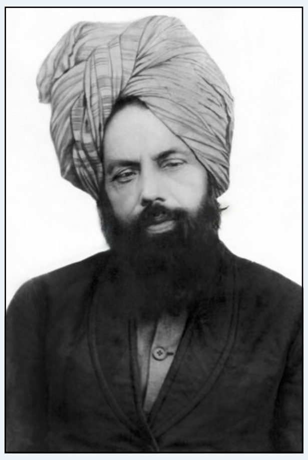

خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک زبردست ثبوت

’’دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ:187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو مَیں اسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جواب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے۔ اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔

غرض دُعا بڑی دولت اور طاقت ہے۔ اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی ترغیب دی ہے اور ایسے لوگوں کے حالات بھی بتائے ہیں جنہوں نے دعا کے ذریعہ اپنی مشکلات سے نجات پائی۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی کی جڑ اور ان کی کامیابیوں کا اصل اور سچا ذریعہ یہی دعا ہے۔ پس مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی ایمانی اور عملی طاقت کو بڑھانے کے واسطے دعاؤں میں لگے رہو۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ایسی تبدیلی ہو گی جو خدا کے فضل سے خاتمہ بالخیر ہو جاوے گا‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 207 ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ

(البقرہ:187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دُعا کرنے والے کی دُعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

رمضان آیا اور بڑی تیزی سے گزر گیا، صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں، پانچ چھ دن۔ جب رمضان شروع ہو تو انسان سوچتا ہے، ایک مومن سوچتا ہے کہ یہ تیس دن ہیں، اس میں بڑی نیکیاں کرنے اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا موقع مل جائے گا۔ مَیں یہ بھی کرلوں گا، مَیں وہ بھی کرلوں گا جس سے خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرسکوں۔ لیکن آج یہ احساس ہو رہا ہے کہ یہ کیا! صرف چند روز رہ گئے؟ اور رمضان کا آخری جمعہ بھی آ گیا۔ مَیں تو کچھ بھی نہیں کرسکا۔ سوچنے والا، صحیح مومن یہی سوچتا ہے۔ تو بہرحال اب یہ چند دن بھی یہ احساس دلا دیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنا ہے۔ جتنا سمیٹ سکتے ہیں سمیٹ لیں، خالص ہو کر اس کی عبادت کی طرف توجہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے کی کوشش کریں، اس سے مدد مانگیں تو یہ احساس اور یہ عمل ہر قسم کی نیکیاں بجالانے کی طرف توجہ دلانے والا ہو گا اور اس کی عبادت کی طرف خالص ہو کر متوجہ کرنے والا ہو گا، اس کے فضلوں کا وارث بنانے والا ہو گا۔۔۔ تو اگر ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرتے ہوئے خالص ہو کر ان چھ دنوں میں ہی خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں گے تو کیا بعید کہ یہ چھ راتیں بلکہ ان میں سے ایک رات ہی ہمارے اندر انقلابی تبدیلی لانے والی ہو، خدا کا صحیح عبد بنانے والی بن جائے اور ہماری دنیا و آخرت سنور جائے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا مقصد پیدائش تو یہی بتایا ہے کہ اس کے عبادت گزار بندے بن جائیں۔ یہی پیدائش کا مقصد ہے۔ پس اپنی عبادتوں کے معیار کو اونچا کرنے کے لئے یہ چند دن رہ گئے ہیں۔ اور ان چند دنوں کے بارے میں خدا تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بقیہ صفحہ 14 پر

اس شمارہ میں

- عظمت ماہ صیام (منظوم)
- مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے
- دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- حضرت سید عزیز الرحمٰنؓ۔ بریلی (اتر پردیش) کا تعارف
- آؤ! اُردو سیکھیں
- سفر تین وادیوں کا
- طاہر احمد یہ سیکنڈری سکول کیلاہون، سیرالیون میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ
- اجتماع مجلس انصار اللہ مونٹیسراڈو کاؤنٹی لائبیریا

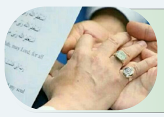

دربارِ خلافت

یہ (روزہ) معاشرے میں بے چینیوں کو دور کرنے کا باعث بنتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

بہر حال ایسے مسلمان ہیں جن کے دین کے درد اور عبادتیں بھی اور روزے بھی جو ایک عبادت ہے، خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے نہیں ہوتے بلکہ دکھاوے کے لئے ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہاری ہر عبادت کا مقصد تقویٰ ہونا چاہئے۔ اگر تمہاری عبادتیں صرف ظاہری اظہار ہیں تو نہ پہلوں کو دکھاوے کے روزوں سے اجر ملا، نہ اب ملے گا۔ ہاں اگر روزوں کے اظہار سے مقصد دنیا والوں کو مرعوب کرنا تھا تو پھر وہ تمہاری نیکی سے مرعوب ہو گئے اور یہ تمہارا اجر ہے جو تمہیں مل گیا۔ اللہ کے ہاں تو اس کا کوئی اجر نہیں ہو گا۔ اب اگر اللہ کے ہاں کسی نیکی کا اجر چاہتے ہو، روزوں کا اجر چاہتے ہو تو یہ تقویٰ کے بغیر نہیں ہوسکتا اور تقویٰ کے بارے میں صرف خدا تعالیٰ فیصلہ فرما سکتا ہے کہ کون تقویٰ پر چلنے والا ہے اور کون نہیں۔ پس جب ایک مومن اس نہج پر سوچے گا اور اپنا رمضان گزارنے کی کوشش کرے گا تو یہ روزے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں گے، اس کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ روزے تزکیہ نفس کرنے والے بنیں گے۔ یہ روزے آئندہ نیکیوں کے جاری رہنے کا ذریعہ ہوں گے۔ ایسا شخص اُن لوگوں میں شامل ہو گا جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان کی حالت اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اُس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتسابا من الایمان حدیث نمبر 38)

اور پھر خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے تو میں ایسے روزہ دار کی جزا بن جاتا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب ذکر النبی ﷺ و روایتہ حدیث نمبر 7538)

یعنی روزہ دار کی جزا، ایسے روزہ دار کی جزا جو خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے روزہ رکھے، اُس کا اجر صرف خدا تعالیٰ کو ہی پتہ ہے کہ کیا دینا ہے۔ یعنی بے شمار۔ پھر اللہ تعالیٰ تو ایسا دیالو ہے جب دیتا ہے تو بیشمار دیتا ہے۔

پس یہ وہ روزے ہیں جو ہم میں سے ہر ایک کو رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، نہ کہ وہ روزے جن کا مقصد رمضان کی ایک رَو، رمضان میں جو ایک چلی ہوتی ہے جو تمام لوگ روزے رکھ رہے ہوتے ہیں، سحری کے لئے اُٹھ رہے ہوتے ہیں۔ اس رَو میں بہتے ہوئے روزے رکھے جائیں۔ صرف صبح سے شام تک بھوکا رہنا روزے کا مقصد نہ ہو بلکہ تقویٰ کی تلاش ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہو۔ وہ روزہ ہو جو ڈھال بن جائے۔ وہ روزہ ہو جو ہر شر سے بچانے والا اور ہر خیر کے راستے کھولنے والا ہو۔ وہ روزہ ہو جو صرف دن کا فاقہ نہ ہو بلکہ ذکرِ الٰہی کے ساتھ راتوں کو نوافل سے سجا ہوا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی راتوں کے نوافل کو بڑی اہمیت دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب تطوع قیام رمضان من الایمان حدیث نمبر 37)

پھر روزہ صرف دینی شرور سے بچنے کیلئے اور خیر کے راستے کھولنے والا نہیں ہے بلکہ دنیاوی شر سے بچانے والا اور خیر کے راستے کھولنے والا بھی ہے۔ مثلاً ایک خیر جس کو اب ڈاکٹر بھی تسلیم کرتے ہیں، سائنسدانوں کے ایک طبقہ نے بھی ماننا شروع کر دیا ہے کہ سال میں ایک مہینے کا جو کھانے پینے کا کنٹرول ہے وہ انسانی صحت کے لئے مفید ہے۔ تو یہ خیر ہے، ایک بھلائی ہے جو اس روزے سے انسانی جسم کو حاصل ہوتی ہے۔

پس نیت اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو جسمانی فائدہ بھی خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے فوائد ہیں۔ پھر روزہ جو تقویٰ کے حصول کے لئے رکھا جائے، وہ رمضان جس میں سے تقویٰ کے حصول کے لئے گزرا جائے، معاشرے کی خوبصورتی کا باعث بھی بنتا ہے۔ ایک دوسرے کیلئے قربانی کی روح پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنے غریب بھائیوں کی ضروریات کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور یہ ہونی ضروری ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہمارے سامنے ہے اور اُس سے ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ آپ رمضان کے مہینے میں صدقہ و خیرات تیز آندھی کی طرح فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب نمبر 5 حدیث نمبر 6)

پس ایک مومن کا بھی فرض ہے کہ اس سنت پر عمل کرے۔ یقیناً یہ معاشرے میں بے چینیوں کو دور کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ایک مومن کے دل میں دوسرے مومن کے لئے، اپنے کمزور اور ضرورتمند بھائی کے لئے نرمی کے اور پیار کے جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ایک غریب مومن کے دل میں اپنے مالی لحاظ سے بہتر بھائی کے لئے جو روزے کا حق ادا کرتے ہوئے اُس کا بھی حق ادا کر رہا ہے، شکر گزاری اور پیار کے جذبات پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 12/ جولائی 2013ء)

عظمت ماہ صیام

عبادت میں جو خلقت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے
سجی مولا کی جنت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

جو شیطاں بھی مقید ہے تو دوزخ بھی مقفل ہے
نظر بند ان کی قوت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

یہ روزہ ہے مری خاطر، میں خود اس کی جزا ہوں گا
خدا کی جو زیارت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

جو نفرت کی کمر توڑی، عداوت کو مٹا ڈالا
محبت کی اشاعت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

امیروں کو غریبوں کی صفوں میں لا بٹھایا ہے
اخوت ہی اخوت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

بیک آواز اٹھتے ہیں، بیک آواز چلتے ہیں
بہت اعلیٰ یہ وحدت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

امیرانہ روش چھوڑی، غریبانہ ہوئے سارے
ہر اک نیکی میں سبقت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

خوشا ماہ صیام آیا، فراز!! اتنا یقیں مجھ کو
مرا ایماں سلامت ہے، یہ روزوں کی بدولت ہے

اطہر حفیظ فراز

اداریہ

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

گزشتہ دنوں مکرم مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ مبلغ امریکہ سے فون پر گفتگو ہو رہی تھی۔ مکرم مولانا موصوف نے ایک شعر کا یہ مصرع دوران گفتگو پڑھا۔

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

گو مولانا موصوف نے اس مصرع کا اطلاق کسی اور حوالہ سے کیا تھا۔ مگر خاکسار کے کانوں میں یہ مصرع داخل ہوتے ہی رمضان کے حوالہ سے ایک مضمون ابھرنا شروع ہوا اور وہ نماز تہجد کے حوالہ سے ہے۔ مضمون کو آگے بڑھانے سے قبل مکمل شعر پر حاوی ہونا ضروری ہے کیونکہ پہلے مصرع کا تعلق بھی میرے اس مضمون کے ساتھ بنتا ہے جو میں اللہ کی دی ہوئی توفیق سے بیان کرنے جا رہا ہوں۔ مکمل شعر یوں ہے جو جناب ارشد شہزاد کا ہے۔

جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے

خاکسار کے ہمعصر یا زیادہ عمر والے احباب و خواتین اچھی طرح جانتے ہیں کہ پرانے وقتوں میں جب سفر کے ذرائع بہت محدود اور نہ ہونے کے برابر تھے، سفر صبح سویرے شروع ہوتے تھے اور وہ ساری رات سفر کی تیاریوں میں گزار دیتے تھے۔ جامعہ احمدیہ میں ہمارے پیدل سفر کا آغاز بھی نماز فجر سے قبل ہوا تھا۔ ہم نے تینوں دن نماز فجر راستے میں دوران پیدل سفر ادا کی تھی۔ کیونکہ دور جانا ہوتا تھا اس لئے سرگی کے وقت سفر کا آغاز کرتے تھے۔ آج کے جدید دور میں بھی لمبا سفر کرنے والے صبح صبح اپنا سفر شروع کرتے ہیں۔

انسان بھی ایک مسافر ہے۔ اس کی زندگی ایک سفر ہے اور انسان کی منزل مقصود بھی دُور ہے۔ اس لئے اپنی زندگی کے سفر کو کامیاب بنانے کے لئے راتوں کو اٹھ کر دعائیں کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ

مسافر شب کو اٹھتے ہیں جو جانا دُور ہوتا ہے

جہاں تک ماہ رمضان میں رات کے نوافل کا تعلق ہے ایک مومن کو سحری سے قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیدار ہو کر آٹھ نوافل ادا کرنے چاہئیں۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور میں نماز تہجد میں کمزوری دکھلانے والوں کے لئے نماز عشاء کے بعد با جماعت نماز تراویح کو رواج دیا جس میں حافظ قرآن یا قاری ایک دفعہ قرآن کریم کی تلاوت سناتا ہے۔ اس نماز تراویح کے باوجود ایک مومن کو صبح کے نوافل ترک نہیں کرنے چاہئیں۔ خواہ دو نفل ہی ادا کرے۔ یہ وقت قرب الٰہی کا وقت ہے۔ جب اللہ تبارک و تعالیٰ بھی نچلے آسمان پر آ چکا ہوتا ہے اور اس کے فرشتے سطح زمین پر آ کر صدائیں بلند کر رہے ہوتے ہیں کہ ہے کوئی اللہ سے اپنے گناہ بخشوانے والا؟ مانگنے اسے دیا جائے گا بلکہ ابن ماجہ کی روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ خود زمین پر آ کر مومنوں کو مخاطب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو المزمل کے لقب سے پکار کر ہدایت فرمائی کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کیا کر وہ نصف رات کے برابر ہو یا نصف سے کم کیونکہ رات کا اٹھنا نفس کو پاؤں تلے مسلنے میں سب سے کامیاب نسخہ ہے اور رات کو جاگنے والوں کو سچ بولنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔

(المزمل: 1- 8)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، احادیث میں یہ درج ہے کہ آپؐ نے اپنی راتوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ ایک عوام الناس، دوسرا اہل خانہ اور تیسرا اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے۔ اور لمبا عرصہ کھڑے ہو کر آپ نوافل ادا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام میں نماز تہجد ادا کرنے والوں کو بلند ترین مقام ''مقام محمود'' عطا کرنے کی نوید سنا رکھی ہے۔ (بنی اسرائیل: 80) اور مومنوں کی سیرت اور طریق کار بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

تَتَجَافٰی جُنُوۡبُھُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ خَوۡفًا وَّطَمَعًا

(السجدۃ: 17)

اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں (جبکہ) وہ اپنے ربّ کو خوف اور طمع کی حالت میں پکار رہے ہوتے ہیں۔

اور سورۃ الذاریات میں درج ہے کہ صحابہ کم ہی سویا کرتے تھے اور سورۃ الفرقان کی آیت 65 میں عباد الرحمٰن کی علامات میں لکھا ہے کہ وہ اپنے ربّ کے لئے راتیں سجدہ کرتے اور قیام کرتے گزارتے ہیں۔

جہاں تک رمضان میں راتوں کو بیدار ہونے کا تعلق ہے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

مَنۡ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحتسابًا غفرلہٗ ماتقدّم من ذنبہٖ وما تأخر

(بخاری کتاب الایمان)

فرمایا جو شخص ماہ رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی خاطر عبادت کرتا ہے تو اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں رمضان کی راتوں کو قیام کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

پس رمضان میں ہماری راتیں بیدار ہوں۔ ہر طرف سے رات کے تیسرے پہر اللہ تعالیٰ سے بخشش کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں اور ہم ان خوش نصیبوں میں سے ہوں جن کو خدا آسمان سے اُتر کر مخاطب ہو کر کہہ رہا ہو کہ کون ہے جو مجھے پکارے تا کہ میں اس کی دُعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا میں اسے عنایت کروں اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

(بخاری کتاب التوحید)

کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

إِنَّ اللهَ افترضَ عَلَيْكُمْ صَوْمَ رَمَضَانَ وَ سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ

(نسائی)

کہ اللہ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کر دیے ہیں اور میں نے اس کی راتوں کی عبادت تمہارے لئے بطور سنت قائم کر دی ہے۔ اور سنت رسول پر عمل ہر مومن کا فرض ہے۔

جاگ اے شرمسار! آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات
یہ گھڑی پھر نہ ہاتھ آئے گی
باخبر ہوشیار! آدھی رات
وہ جو بستا ہے ذرّے ذرّے میں
کبھی اس کو پکار آدھی رات
اس کے دربار عام میں جا بیٹھ
سب لبادے اتار آدھی رات

(کلام چوہدری محمد علی مظفر مرحوم)

(ابو سعید)

صلی اللہ علیہ وسلم

بعض مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے حضرات و خواتین اپنے مضامین، آرٹیکلز میں حضرت محمدؐ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرز پر لکھتے ہیں اور ساتھ ہی اگلی سطر پر ﷺ لکھتے ہیں۔ ایک تحریر یا مضمون میں ایک ہی طرز کو استعمال کرنے سے مضمون میں خوبصورتی آتی ہے۔ اس لیے اپنی تحریر میں ایک ہی طرز کو اپنائیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ''آپ'' کا لفظ استعمال کریں تو اس کے ساتھ ''ؐ'' لکھنا بہتر رہے گا۔

اسی طرح اپنی تحریر میں دیگر امور میں format رکھنا بھی ضروری ہے۔

(ایڈیٹر الفضل آن لائن)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

قسط 22

امتحان کے وقت جماعت کو استقامت کی بہت دعا کرنی چاہئے

یہ وقت جماعت کے امتحان کا ہے دیکھیں کون ساتھ دیتا ہے اور کون پہلو تہی کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے بھائیوں کو استقامت کی بہت دعا کرنی چاہئے اور انفاق فی سبیل اللہ کے لئے وسیع حوصلہ ہو کر مال وزر سے ہر طرح سے امداد کے لئے تیار ہونا چاہئے ایسے ہی وقت ترقی درجات کے ہوتے ہیں۔ ان کو ہاتھ سے نہ گنوانا چاہئے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 73-74)

صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے

صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔ بعد ادائیگی جمعہ گردونواح کے لوگوں نے بیعت کی اور حضرت اقدس نے ان کے لئے ایک مختصر تقریر نماز روزہ کی پابندی اور ہر ایک ظلم وغیرہ سے بچنے پر فرمائی...انبیاء کی وصیت یاد دلائی کہ صدقہ اور دعا سے بلا ٹل جاتی ہے۔ اگر پیسہ پاس نہ ہو تو ایک بوکا (ڈول) پانی کا کسی کو بھر دو یہ بھی صدقہ ہے۔ اپنے مال اور بدن سے کسی کی خدمت کر دینی یہ بھی صدقہ ہے۔

صدقات اور دعا اور ان کی تاثیر

لوگ اس نعمت سے بے خبر ہیں کہ صدقات۔ دعا اور خیرات سے ردّ بلا ہوتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زندہ ہی مر جاتا۔ مصائب اور مشکلات کے وقت کوئی امید اس کے لئے تسلی بخش نہ ہوتی۔ مگر نہیں اسی نے لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ (آل عمران: 10) فرمایا ہے۔ لا یخلف الوعید نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے وعید معلق ہوتے ہیں جو دعا اور صدقات سے بدل جاتے ہیں۔ اس کی بے انتہا نظیریں موجود ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کی فطرت میں مصیبت اور بلا کے وقت دعا اور صدقات کی طرف رجوع کرنے کا جوش ہی نہ ہوتا۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 81-82)

دعا خشک لکڑی کو سرسبز اور مردہ کو زندہ کرسکتی ہے

جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں ان کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ میں ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کرسکتی ہے اور مردہ کو زندہ کرسکتی ہے۔ اس میں بڑی تاثیریں ہیں۔ جہانتک قضاء و قدر کے سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کوئی کیسا ہی معصیت میں غرق ہو دعا اس کو بچا لے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی دستگیری کرے گا اور وہ خود محسوس کرے گا کہ میں اب اور ہوں۔ دیکھو جو شخص مسموم ہے کیا وہ اپنا علاج آپ کرسکتا ہے۔ اس کا علاج تو دوسرا ہی کرے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تطہیر کے لئے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور ماموروں کی دعائیں تطہیر کا بہت بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

اسم اعظم

دعا کرنا اور کرانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کے لئے جب

درد سے دل بھر جاتا ہے اور سارے حجابوں کو توڑ دیتا ہے اس وقت سمجھنا چاہئے کہ دعا قبول ہوگئی۔ یہ اسم اعظم ہے۔ اس کے سامنے کوئی اَن ہونی چیز نہیں ہے۔ ایک خبیث کے لئے جب دعا کے ایسے اسباب میسر آجائیں تو یقیناً وہ صالح ہو جاوے اور بغیر دعا کے وہ اپنی توبہ پر بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ بیمار اور محجوب اپنی دستگیری آپ نہیں کرسکتا۔ سنت اللہ کے مواقف یہی ہوتا ہے کہ جب دعائیں انتہا تک پہنچتی ہیں تو ایک شعلہ نور کا اس کے دل پر گرتا ہے جو اس کی خباثتوں کو جلا کر تاریکی دور کر دیتا ہے اور اندر ایک روشنی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ طریق استجابت دعا کا رکھتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 121-122)

دعا مومن کا ہتھیار ہے

نشانات جو ظاہر ہوتے ہیں یہ اسی طرح ظاہر ہوتے ہیں جیسے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک رات تک تو ماں خیال کرتی ہے کہ میں مر جاؤں گی اور وہ دردزِہ کی تکلیف سے قریب المرگ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پر نبیوں کے نشان بھی مصیبت کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ نشان کی جڑ دعا ہی ہے یہ اسم اعظم ہے اور دنیا کا تختہ پلٹ سکتی ہے۔ دعا مومن کا ہتھیار ہے اور ضرور ہے کہ پہلے ابتہال اور اضطراب کی حالت پیدا ہو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 274-275)

دعا اور توکل

ساری عقدہ کشائیاں دعا کے ساتھ ہو جاتی ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں بھی اگر کسی کو خیر خواہی ہے تو کیا ہے۔ صرف ایک دعا کا آلہ ہی ہے جو خدا نے ہمیں دیا ہے کیا دوست کے لئے اور کیا دشمن کے لئے۔ ہم سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ نہیں کرسکتے۔ ہمارے بس میں ایک ذرہ بھر بھی نہیں ہے مگر جو خدا ہمیں اپنے فضل سے عطا کر دے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 171)

بہترین دعا

بہترین دعا وہ ہوتی ہے جو جامع ہو تمام خیروں کی اور مانع ہو تمام مضرات کی۔ اس لئے اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی دعا میں آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک کے کل منعم علیہم لوگوں کے انعامات کے حصول کی دعا ہے اور غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ (الفاتحہ: 7) میں ہر قسم کی مضرتوں سے بچنے کی دعا ہے۔ چونکہ مغضوب سے مراد یہود اور ضالین سے مراد نصاریٰ بالاتفاق ہیں تو اس دعا کی تعلیم کا منشا صاف ہے کہ یہود نے جیسے بیجا عداوت کی تھی۔ مسیح موعود کے زمانہ میں مولوی لوگ بھی ویسا ہی کریں گے اور حدیثیں اس کی تائید کرتی ہیں یہانتک کہ وہ یہودیوں کے قدم بہ قدم چلیں گے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 429-430)

مخلوق کی بھلائی کا دروازہ - دعا

جس قدر نیک اخلاق ہیں تھوڑی سی کمی بیشی سے وہ بداخلاق میں بدل جاتے ہیں۔ اللہ جلشانہٗ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دعا۔ جب کوئی شخص بکاوزاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بیجا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 438)

انسان اور خالق کا تعلق دوستانہ ہے

خدا تعالیٰ نے تو انسان سے نہایت تنزل کے رنگ میں دوستانہ برتاؤ کیا ہے۔ دوستانہ تعلق کیا ہوتا ہے یہی کہ کبھی ایک دوست دوسرے دوست کی بات مان لیتا ہے اور کبھی دوسرے سے اپنی بات منوانا چاہتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ بھی ایسا ہی کرتا ہے چنانچہ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن: 61) اور وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیۡ عَنِّیۡ فَاِنِّیۡ قَرِیۡبٌ ؕ اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرہ: 187) الآیۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان کی بات کو مان لیتا ہے اور اس کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور دوسری فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ (البقرہ: 187) اور وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ (البقرہ: 157) آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی بات منوانا چاہتا ہے۔

مقررہ قانون

بعض لوگ اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ہماری دعا قبول نہیں کرتا۔ یا اولیاء لوگوں پر طعن کرتے ہیں کہ ان کی فلاں دعا قبول نہیں ہوئی۔ اصل میں وہ نادان اس قانون الٰہی سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ جس انسان کو خدا سے ایسا معاملہ پڑا ہوگا وہ خوب اس قاعدہ سے آگاہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ماننے کے اور منوانے کے دو نمونے پیش کئے ہیں۔ انہی کو ماننا ایمان ہے۔ تم ایسے نہ بنو کہ ایک ہی پہلو پر زور دو ایسا نہ ہو کہ تم خدا کی مخالفت کر کے اس کے مقررہ قانون کو توڑنے کی کوشش کرنے والے بنو۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 199 ایڈیشن 1984ء)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت سید عزیز الرحمٰنؓ۔ بریلی (اتر پردیش)

حضرت سید عزیز الرحمٰن رضی اللہ عنہ ولد حضرت سید حبیب الرحمن صاحب انڈیا کے مشہور شہر بریلی کے رہنے والے تھے اور کپور تھلہ میں مہاراجہ کے ہاں ملازم تھے، وہیں سے 1897ء میں بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور جماعت کے ایک درخشندہ گوہر ثابت ہوئے۔ بریلی مخالفین احمدیت کا ایک گڑھ تھا جہاں علماء نے احمدیوں کے مکمل بائیکاٹ کا اعلان کر رکھا تھا اس وجہ سے آپ کو اور آپ کے خاندان کو بہت کٹھن اور سخت ابتلاؤں کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ اور آپ کا پورا خاندان اُس کٹھن وقت میں بھی بڑی استقامت سے احمدیت پر قائم رہا، حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحبؓ بریلی کے ان مخالفانہ حالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولویوں نے ہم پر کفر اور مقاطعہ کا فتویٰ لگا دیا تھا، مزید فرماتے ہیں:

''.....پھر اس پر بس نہ کرتے ہوئے پانی بھنگی تک بند کرا دیا گیا، گھر پر اینٹیں برسائی گئیں.... میں نے گھر میں ایک بہت بڑا گڑھا کھود لیا تھا ہم سب وہاں رفع حاجت کرایا کرتے تھے چھوٹے بچے جب پانی سے بیتاب ہو کر جب بلکتے تو میری آنکھوں میں آنسو آجاتے میں صبر کرتا، رات کو پانی لانے کی کوشش کرتا لیکن مولویوں نے اپنے گرگے لگا رکھے تھے جو سختی سے پہرہ دیتے جب میں پانی لے کر چلا تو میرے گھڑے کو پھوڑ ڈالتے۔ ہندو کھاری (پانی لانے والی۔ ناقل) رکھی تو گائے کا گوشت کوئیں پر رکھ دیا ....''

(الحکم 21-28 جولائی 1936ء صفحہ 7)

ان مصائب اور مخالفت کی شدت کی وجہ سے آپ کا خاندان حضور کی زندگی میں ہی ہجرت کر کے قادیان آ گیا۔ اس مخالفت میں پہلے تو خود آپ کے والد محترم سید حبیب الرحمٰن صاحب بھی شامل تھے لیکن حضور کی دعاؤں سے جلد وہ بھی وابستہ احمدیت ہوئے اور اسی حالت میں وفات پائی، حضرت سید صاحب فرماتے ہیں:

''1897ء کے آخر میں میں نے بیعت کی۔ میں ان دنوں کپور تھلہ میں تھا اس لیے کپور تھلہ کی جماعت میں میرا نام درج ہے۔ بیعت کے بعد 1901ء میں بریلی گیا جو میرا اصل وطن ہے وہاں میرے والد نے میری سخت مخالفت کی حتیٰ کہ انہوں نے مجھے عاق کر دیا، احمدیوں نے مجھے بہت تسلی دی اور مبارک باد بھی دی اور کہا کہ کوئی خوف کی بات نہیں مگر میرے دل میں ایک گھبراہٹ تھی میں حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور اس وقت ٹہلتے جاتے تھے اور ساتھ ہی لکھتے جاتے تھے.... مجھے حضور نے فرمایا بیٹھ جاؤ! وہاں کئی پلنگ رکھے تھے میں ایک پلنگ پر سرہانے کی طرف بیٹھ گیا اور حضور پائینی کی طرف آ کر بیٹھ گئے، میں اٹھنے لگا تو حضور نے فرمایا وہیں بیٹھے رہو تب میں بیٹھ گیا اور میں نے عرض کی کہ حضور میرے والد نے مجھے عاق کر دیا ہے اور حضور کو بھی سخت سست کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ مجھے جو کچھ بھی کہتے ہیں کہیں مگر تم پر ان کی تابعداری فرض ہے۔ میں یہ سُن کر بہت ڈرا اور اپنے والد صاحب سے جا کر صلح کر لی۔ اس کے بعد وہ اپنے پوتے محمد عبداللہ کی پیدائش کی خوشی میں کپور تھلہ آئے تو میں نے ان کے دائیں بائیں حضور کی کتابیں رکھ دیں اور اُن کو مخالفین کی صحبت سے بچایا۔ ایک دن صبح کو وہ فرمانے لگے کہ میں قادیان کو جاتا ہوں میں نے کہا کہ مجھے تنخواہ مل جائے تو آپ جائیں، فرمانے لگے میری جیب میں ایک دُونی ہے میں اسی سے سفر کر لوں گا کیونکہ میں نے گناہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ کپور تھلہ سے قادیان تک پیدل ہی آئے اور بیعت کر کے پیدل ہی گئے۔ جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت مسیح موعود نے ان کا جنازہ غائب بیت اقصیٰ میں پڑھایا۔''

(الحکم 14 دسمبر 1934ء صفحہ 3)

الحکم 24 جولائی 1901ء صفحہ 15 پر بیعت کنندگان کی فہرست میں آپ کے والد صاحب کا نام حبیب الرحمٰن صاحب بریلی شامل ہے انہوں نے مئی 1906ء میں وفات پائی۔ حضرت سید عزیز الرحمان صاحبؓ کی مفصل روایات اخبار الحکم کے مختلف پرچوں میں شائع ہوئی ہیں جن میں حضرت اقدس علیہ السلام کے بعض واقعات اور فرمودات کا ذکر ہے جن میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

زیور کی قربانی عورتوں کے لیے بڑی قربانی ہے

ایک دفعہ حضرت ام المومنین کی بالیاں حضرت اقدس نے منشی اروڑے خان صاحب کو بننے کے لئے دیں منشی صاحب نے جب وہ بالیاں بنوا لیں تو ان کو لے کر قادیان آنے لگے تو آنے سے قبل انہوں نے میری بیوی کو دکھائیں میری بیوی نے کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنی سونے کی آرسی بھی رکھ دوں میں نے خوشی سے اجازت دی تب انہوں نے وہ آرسی بھی منشی صاحب کو دے دی اور وہ لے کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور نے آرسی دیکھ کر اسے اٹھا لیا اور فرمایا یہ کیا چیز ہے؟ منشی اروڑے خان صاحب نے عرض کیا یہ عزیز الرحمان کی بیوی نے نذرانہ بھیجی ہے اور یہ ایک زیور ہے جو عورتیں پہنا کرتی ہیں آپ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا عورت کا ایمان اس کا زیور ہے وہ زیور پر اپنی جان تک قربان کر دیتی ہے مگر اس عورت کا ایمان کس قدر زبردست ہے کہ اس نے زیور سی چیز اپنے سے جدا کر دی۔ اس پر بہت سے دوستوں نے مجھے مبارکبادی کے خطوط لکھے۔

قلب کس طرح منور ہوتا ہے؟

حضرت اقدس نے ایک دفعہ منشی اروڑے خان صاحب کو ایک کارڈ لکھا اس میں یہ تحریر فرمایا کہ تہجد کے نفلوں میں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ کی تکرار کرنے سے قلب منور ہوتا ہے۔

دو فیصلے

ایک بار حضرت ام المومنین نے صوفی تصور حسین صاحب کی بیوی کو بارہ کرتے سینے کے لئے دیئے میری بیوی نے کہا کہ مجھے بھی بارہ کرتے سینے کو دو اس پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا اتنے میں حضرت اقدس اندر سے تشریف لائے اور تنازع سن کر فرمایا کہ ان کو نصف نصف دے دو چنانچہ دونوں کو نصف نصف دے دیئے گئے اور فیصلہ ہو گیا۔

تقویٰ اختیار کرو

ایک دفعہ میرے تایا زاد بھائی سید فیروز شاہ صاحب قادیان آئے، وہ قاری بھی تھے اُنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن شریف

سنایا، آپ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر اُنھوں نے عرض کی کہ حضور میں چاہتا ہوں کہ رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھ لوں، آپ نے فرمایا: ''ہر مومن کی یہ خواہش ہوتی ہے اور ہر دل میں یہ خواہش ہونی چاہیے مگر کفار مکہ تو دن رات دیکھتے رہتے تھے انہوں نے کیا فائدہ اُٹھایا جو آپ اُٹھا لیں گے، تقویٰ اختیار کرو اور تبدیلی پیدا کرو خدا سب کچھ دکھا دے گا۔''

(الحکم 14 دسمبر 1934ء صفحہ 3-5)(14 نومبر 1936ء صفحہ 6-7)(7 دسمبر 1936ء صفحہ 6)

آپ ایک پُر جوش اور نڈر داعی الی اللہ تھے آپ کی زندگی میں تبلیغ کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ بریلی میں ہی جہاں مخالفت کا بازار گرم تھا، لوگوں کے ڈرانے دھمکانے کے باوجود آپ پیغام حق پہنچانے سے باز نہ آتے، ایک شخص کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: ''.... اُس نے کہا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہ بریلی شہر ہے آپ یہاں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کی کہ رسول خدا ﷺ تو کے صحابہ نے اپنے خونوں سے اسلام کے باغ کی آبپاشی کی ہے تب ہندوستان تک اسلام پہنچا ہے اور مجھے آپ روکتے ہیں!''

(الحکم 14-21 نومبر 1936ء صفحہ 7)

تبلیغ کرنے کے جہاں آپ کے دیگر رنگ تھے وہاں حضرت اقدس کے بیان فرمودہ نسخے کو بھی خوب آزماتے جس کے متعلق آپ بیان کرتے ہیں: ''ایک شخص عرب سے آیا اس کا نام عبداللہ تھا اس نے کہا کہ اگر میں عرب میں تبلیغ کروں گا تو لوگ مجھے مار ڈالیں گے! آپ نے فرمایا: ''ہماری کتابیں گلیوں، کوچوں اور مسجدوں میں ڈال دو۔'' مجھے یہ نسخہ ہاتھ آ گیا میں نے چپکے چپکے بریلی اور منصوری میں اس کو استعمال کیا مجھ سے پہلے ان دونوں شہروں میں کوئی احمدی نہ تھا، اس طرح خوب ترقی ہوئی۔''

(الحکم 14 دسمبر 1934ء صفحہ 4)

کوہ منصوری بھارت کا ایک خوشگوار اور صحت افزا مقام ہے، گرمیوں میں مہاراجہ صاحب اپنے سٹاف کے ساتھ منصوری چلے جاتے حضرت سید صاحب بھی اسٹاف کے ساتھ وہاں پہنچ جاتے تھے یہاں بھی آپ کی تبلیغ احمدیت کا جوش گرم رہا اور آپ کی تبلیغ سے ہی یہاں سب سے پہلے مکرم میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب اور ان کے بڑے بھائی مکرم میاں محمد یٰسین صاحب مرحوم احمدیت میں داخل ہوئے۔ (الفضل 6 مارچ 1964ء صفحہ 3 کالم 1) اس بات کا ذکر ''مباحثہ منصوری'' میں بھی موجود ہے جو 1909ء میں آپ کے قیام کے دوران ہی اور آپ کی کوششوں سے ہوا۔

(مباحثہ منصوری صفحہ 28-29 پبلشر: محمد یامین تاجر صاحب مطبوعہ اپریل 1927ء)

1915ء میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ مدراس کے سفر پر تشریف لے گئے راستہ میں مختلف جگہوں پر تبلیغی اغراض سے قیام کیا، ضلع بدایوں اور متھرا وغیرہ میں احمدیت کی تبلیغ کی سخت ضرورت محسوس

کی چنانچہ حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''یہ حصہ ملک کا احمدیت کے حالات سے بکلی ناواقف ہے، میں نے کئی لوگوں سے دریافت کیا متھرا میں کوئی احمدی نہیں اگرمنشی عزیز الرحمن صاحب جیسے کوئی مستعد آدمی (جن کی کوشش سے بریلی اور منصوری میں جماعتیں بن گئی ہیں) کچھ عرصہ کے لیے متھرا میں دوکان کر لیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیت اور کام میں برکات نازل فرماوے...''

(الفضل 7؍اکتوبر 1915ء صفحہ 8 کالم 1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق و محبت اور آپ کے ساتھ تعلق اخلاص میں احباب کپورتھلہ کو ایک منفرد مقام حاصل ہے ہر ایک میں عشق احمد کا ایک عجیب رنگ تھا۔حضرت سید صاحب بھی گو کہ کپورتھلہ کی سرزمین کے نہ تھے لیکن یہاں کے احباب جماعت کو دیکھ کر ہی آپ وابستۂ احمدیت ہوئے تھے اور ان کی صحبت میں رہ کر آپ پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق و محبت کا فدایانہ رنگ چڑھ گیا تھا آپ تو بس اس شمع رخ انور کی دید کے بھوکے تھے اور اس محبوب کی ایک ایک بات آپ کو بھاتی تھی۔ایک سوال ''آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کون سی ادا پیاری لگی؟'' کے جواب میں آپ فرماتے ہیں: ''ہر ایک شخص یہی خیال کرتا تھا کہ حضور مجھ سے زیادہ محبت کرتے ہیں، حضور کی محبت کی یہ شان مجھے بہت پیاری لگتی اور حضور کا پگڑی باندھنا اور پگڑی کے پیچ مجھے بہت ہی بھاتے۔''

(الحکم 26مئی 1935ء صفحہ 25روایت نمبر 28)

حضرت اقدس کی محبت کا ہی یہ عالم تھا کہ آپ نے قادیان میں مقیم اپنے داماد حضرت مولوی عبدالرحیم نیر صاحب رضی اللہ عنہ کی یہ ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ قادیان کے حالات باقاعدگی سے مجھے لکھتے رہا کرو چنانچہ حضرت نیر صاحب اس پر عمل کرتے رہے، حضور کی کتاب حقیقۃ الوحی میں ''سخت زلزلہ والی پیشگوئی مورخہ 28؍ فروری 1907ء قبل از وقت سننے کے گواہ'' کے تحت حضرت نیر صاحب کا نام عبدالرحیم فورتھ ماسٹر درج ہے جہاں آپ کی گواہی ''میں نے سُنا اور اُسی روز خط منصوری لکھ دیا'' کے الفاظ میں درج ہے (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 490-491) منصوری خط لکھنے سے مراد حضرت سید صاحب کو اطلاع دینا ہی ہے۔

اکثر لوگ آپ کے ایام ملازمت میں آپ کو میرزا جی کہنے لگے تھے آپ کے بھائی ہمیشہ ناراض ہوتے کہ تم میرزا جی کہنے پر مت بولا کرو مگر آپ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اس سے بڑی مسرت اور خوشی ہوتی ہے۔حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب رضی اللہ عنہ آپ کی عفت اور پاکیزگی کے متعلق لکھتے ہیں: ''حضرت سید عزیز الرحمن صاحب رضی اللہ عنہ جو ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ کے معتمدین میں سے تھے وہ حکومت میں حصہ نہ رکھتے تھے بلکہ ان کے پرسنل سٹاف میں تھے لیکن ان کی نیکی و ایمانداری کا ہر چھوٹا بڑا قائل تھا۔مہاراجہ کے محلات میں تو ایک خفیف انسان تھے اور ان کو بعض اوقات بڑے بڑے امتحانات پیش آئے مگر یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ حضرت یوسفؑ کی طرح عفیف رہے۔

(حیات احمد جلد اول نمبر سوم 1889ء تا 1892ء صفحہ 19-20
از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

کپورتھلہ کی ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ قادیان چلے آئے جہاں آپ کے بیوی بچے پہلے ہی ہجرت کر کے آچکے تھے اور باقی عمر قادیان میں گذاری، آپ کی رہائش محلہ دارالفضل میں تھی۔قادیان میں ذریعہ معاش کے طور پر کسی معمولی سے معمولی کام کرنے سے بھی عار نہ کرتے تھے کبھی ہوٹل کھولا اور کبھی دودھ کی دکان کی اور یہ سب کام آپ نے اس لیے کیے کہ کسی طرح قادیان میں رہنے کی توفیق مل رہے یہ عشق کی آگ ہی تھی جو آپ سے یہ کام کراتی تھی کہ دیارِ محبوب سے الگ نہ ہوں۔ملکانہ میں ارتداد کے زمانے میں آپ نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنا نام مجاہدین برائے انسداد فتنہ ارتداد میں لکھوایا اور اس غرض کے لیے کئی ایام میدان عمل میں گذارے۔

(الفضل 17مئی 1923ء صفحہ 12)

آپ ابتدائی موصیان میں سے تھے آپ کا وصیت نمبر 280 تھا۔آپ نے 17جولائی 1936ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں ابدی نیند سوئے۔

آپ کی اہلیہ حضرت محمدی بیگم صاحبہ بھی نہایت مخلص اور دیندار عورت تھیں اپنے خاوند کی بیعت کے بعد جلد آپ بھی احمدیت سے وابستہ ہوگئیں۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد آپ نے تقویٰ وطہارت میں بہت ترقی کی اور اپنے بچوں کو احسن رنگ میں تربیت دی اور انہیں بچپن ہی سے نیک اور پاکیزہ ماحول میسر کیا۔انہوں نے 16اپریل 1927ء پچاس سال کی عمر میں قادیان میں وفات پائی، 17اپریل کی صبح کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

(مصباح یکم مئی 1927ء صفحہ 1)

آپ کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں، خدا کے فضل سے بیٹیوں کے رشتے جماعت کے بزرگ وجودوں کے ساتھ ہوئے۔

1. سید عبداللطیف صاحب
2. سید عبداللہ صاحب ٹھیکیدار بھٹہ قادیان
3. محترم سید عبدالرحمٰن صاحب۔امریکہ (وفات: 26؍جولائی 1978ء مدفون بہشتی مقبرہ قادیان)
4. سید عبدالرحیم شاہ صاحب
5. حضرت عائشہ بانو صاحبہ اہلیہ حضرت عبدالرحیم نیر صاحب مبلغ افریقہ و انگلستان۔مورخہ 31؍مارچ 1933ء کو وفات پاکر بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔
6. حضرت کلثوم بانو صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب بھٹی رضی اللہ عنہ۔وفات: 9اکتوبر 1971ء بہشتی مقبرہ ربوہ
7. حضرت فاطمہ بانو صاحبہ اہلیہ حضرت محمد یحیٰ خان صاحب ابن حضرت حکیم انوارحسین صاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی (ولادت 1899ء۔ وفات 28مئی 1976ء بہشتی مقبرہ ربوہ)
8. حضرت سیدہ نصرت بانو صاحبہ اہلیہ حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحب درویش قادیان
9. محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ زوجہ مکرم شریف احمد خان صاحب مہتمم جنگلات پنجاب

(نوٹ: آپ کی تصویر مکرم ایڈمرل سہیل خان صاحب حال ٹورنٹو نے مہیا کی ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء)

آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اِنَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(آل عمران:17)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! یقیناً ہم ایمان لے آئے پس ہمارے گناہ بخش دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یہ قرآن مجید میں مذکور اللہ کے بندوں کی ایک خوبصورت دعا ہے جس میں آگ کے عذاب سے خدا کی پناہ چاہی گئی ہے۔

ہمارے بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز رمضان کے آخری عشرہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے بچانے کا عشرہ ہے تو جب انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں بھی لپٹ جائے، اس کی مغفرت سے روشنی اور طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے، اس کی روشنی سے حصہ لے لے اور اس کی طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے تو ظاہر ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہی ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اجر کے تو نہیں چھوڑتا۔بڑا دِیالو ہے۔بڑا دینے والا ہے۔جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے نیکیاں بجالا رہا ہو یا بجالانے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ صرف اتنا نہیں فرماتا کہ اچھا میں تمہیں جہنم میں نہیں ڈالوں گا۔جہنم سے تم بچ گئے بلکہ جہنم سے بچانے کا عشرہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل میں ہمیں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کرنے والوں سے راضی ہو کر اپنی جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔جو دوزخ کے دروازے رمضان کے آنے پر بند کئے گئے تھے۔

(سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی فضل شھر رمضان حدیث نمبر 682)

اگر مستقل اس کی مغفرت طلب کرتے رہو گے، استغفار کرتے رہو گے، نیکیوں پر دوام حاصل کرنے کے لئے اور ان پر قائم رہنے کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہو گے تو جہنم کے دروازے صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ ان تیس دنوں کی عبادات اور عہد اور حقوق کی ادائیگی اور توبہ اور استغفار کی مستقل عادت جہنم کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دے گی۔''

(خطبہ جمعہ 10 جولائی 2015ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 42

گزشتہ سبق سے ہم فعل Verb کے زمانہ حال Present سے متعلق بات کر رہے ہیں۔ زمانہ حال کی سادہ حالتوں پر بات ہو رہی ہے جس کا آغاز ہم نے ایک ایسے زمانہ سے کیا تھا جسے اردو میں مضارع کہا جاتا ہے اور انگریزی زبان میں اسے مستقبل کا زمانہ سمجھا جاتا ہے جبکہ اردو میں یہ زمانہ حال ہی ہوتا ہے۔ اس میں مشروط Conditional اور تمنائی Wish, desire جیسی صورت حال پر بات کی جاتی ہے۔ آج کے سبق میں ہم زمانہ حال کی ایک اور سادہ صورت پر بات کریں گے۔

امر

یہ دوسری سادہ صورت زمانہ حال کی ہے۔ امر کا مطلب ہے حکم یہ عموماً Generally حکم Order اور التجا Request کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یہ کہنا کہ جاؤ، چلو، دور رہو، تشریف رکھیے۔ اس طرح کے جملوں میں فاعل Subject پوشیدہ ہوتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جس کو مخاطب کیا جارہا ہے وہ سامنے موجود ہوتا ہے۔ اگر فاعل خاص طور پہ ظاہر کیا جائے تو اس کا مقصد بات میں زور پیدا کرنا، ذمہّ داری لینا یا دھمکی دینا ہوسکتا ہے۔ جیسے میں کہہ رہا ہوں جاؤ، یا کہاجائے تم نے سنا نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ دور رہو وغیرہ۔

علامت: امر یعنی حکم یا التجا کی علامت یہ ہوتی ہے کہ مصدر Infinitive کی آخری علامت نا، نے وغیرہ کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ جیسے کھانا سے کھا، پینا سے پی، لکھنا سے لکھ، آنے سے آ وغیرہ۔

ادب واخلاق: جب ادب یا اخلاقی طور پہ معیاری گفتگو کی جاتی ہے تو جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہیں جیسے کھا کہنے کی بجائے بے تکلفی سے کہا جائے گا کھاؤ اور انتہائی ادب کے لئے کہیں گے کھائیے یا کھائیں۔ اس کے لئے واحد کے بعد واؤ یا ی کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح مزید مثالوں پہ غور کریں۔ تُو کر۔ تم کرو۔ آپ کریں۔ آپ کیجیے۔ واحد کا استعمال بے تکلفی، بچوں یا نوکروں سے کو مخاطب کرنے کے لئے اور اسی طرح نظم میں ہوتا ہے نیز خدا تعالیٰ کی بلند شان وحدانیت کے اظہار کے لئے بھی واحد کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔

امر یعنی حکم تین معنی دیتا ہے

1. حکم جیسے جاؤ یا ابھی جاؤ یا فوراً جاؤ وغیرہ
2. التجا یا تمنا جیسے براہ کرم تشریف رکھیے، براہ مہربانی اندر آجائیں۔ کبھی ہمارے ہاں (یعنی ہمارے گھر) بھی آئیں۔
3. دعا جیسے جیتے رہو۔ سکھی رہو، بڑی عمر ہو۔

امر میں جس کو حکم دیا جاتا ہے ضروری نہیں کہ وہ حاضر ہی ہو یعنی مخاطب غائب Third person بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے اسے کہو کہ وہاں جائے۔ یہ بالواسطہ Indirect طریق ہے۔ یہ حکم بلاواسطہ Direct بھی دیا جاسکتا ہے جیسے بہتر ہے کہ وہ ایسا کرے۔ اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ اس وقت چلا جائے۔ بعض اوقات انسان خود اپنے آپ کے لئے بھی امر استعمال کرتا ہے جیسے میرا خیال ہے کہ مجھے آج چلے جانا چاہیے۔ من حیث الجماعت (ایک متحد گروہ ہونے کے باعث) ہمیں چاہیے کہ ہم قرآنی احکامات پر عمل کریں۔ کچھ سمجھ نہیں آتا میں وہاں جاؤں یا نہ جاؤں۔ ایسا کروں یا نہ کروں۔ اگر قواعد کی رو سے دیکھیں تو یہ طریق امر سے زیادہ مضارع ہے۔

مصدر بطور امر: جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مصدر فعل کی بنیادی شکل ہے جس سے افعال، اسماء، صفات وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ انگریزی میں اسے Infinitive کہا جاتا ہے۔ جیسے He wants to write a letter یعنی وہ ایک خط لکھنا چاہتا ہے۔ یہاں لکھنا بطور اسم Noun استعمال ہوا ہے انگریزی زبان میں ورب کی پہلی حالت کے ساتھ Ing کا اضافہ کرنے سے بھی اسم اور اسم صفت بن جاتا ہے۔ جیسے I like driving میں Driving ایک اسم یا ناؤن ہے۔ اسی طرح اگر کہیں کہ

Hunger is a driving force in human life

تو یہاں Driving ایک Adjective ہے۔ اردو میں ایک لفظ کی اصل حالت مصدر کہلاتی ہے جیسے جانا، کھانا، لکھنا وغیرہ۔ جب مصدر سے فعل بنایا جاتا ہے تو اس کی آخری علامت نا کو ہٹا دیا جاتا ہے اور ماضی، حال یا مستقبل کے لحاظ سے کچھ الفاظ کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے لکھنا سے لکھ اور لکھ سے ماضی لکھا اور حال لکھتا یا لکھ رہا اور مستقبل لکھے گا وغیرہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح مصدر بطور اسم یا ناؤن بھی استعمال ہوتا ہے جیسے مجھے لکھنا پسند ہے۔ اسے گانا پسند ہے۔ جانوروں کو ستانا ایک بری عادت ہے۔ اسی طرح اگر مصدر کے آخر پہ بڑی ے کا اضافہ کر دیں تو مصدر اسم صفت Adjective بن جاتا ہے۔ جیسے گانے والا کھلونا۔ نہانے والا ٹب۔ کپڑے سکھانے والی تار۔ وغیرہ۔ تو بات یہ ہو رہی تھی کہ مصدر بھی بطور امر کے استعمال ہوتا ہے اور اس کا مقصد بات میں زور پیدا کرنا ہوتا ہے۔ جیسے 'جلدی آنا کہیں راستے میں نہ رک جانا'۔ تعظیم یعنی احترام کے لئے غائب جمع Third person plural استعمال کرتے ہیں۔ جیسے آپ تشریف رکھیں، آپ وہاں نہ جائیں۔ بعض اقات مزید تکلف پیدا کرنے کے یا سرکاری احکامات کے لئے امر کے بعد ی اور ہمزہ بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے آ ایک امر ہے تو آیئے ہوجائے گا۔ آیئے، کھائیے، بیٹھیے، لکھیے وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔

جب امر کے آخر پہ ی یا ے ہو جیسے لے، دے، پی، وغیرہ تو وہاں ی اور ہمزہ سے پہلے ج کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ دے سے دیئے بولنے میں مشکل پیدا کرتا ہے کیونکہ ی دو بار آکر تلفظ میں مشکل پیدا کرتا ہے اسی طرح دو ہمزے بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے تو اس مشکل کا حل یہ کیا گیا کہ انتہائی شائستگی پیدا کرنے کے لئے ج کا اضافہ کیا گیا اور لے سے لیجیے۔ پی سے پیجیے۔ کیا سے کیجیے۔ دے سے دیجیے بنا دیا جاتا ہے۔ ج کا اضافہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ جا آواز میں یا کے بہت نزدیک ہے۔ بعض اوقات شعری وزن کی خاطر یا خوبصورتی بڑھانے کے لئے دیجیے، کیجیے وغیرہ کا ہمزہ ختم کر دیا جاتا ہے جیسے آتا ہو تو ہاتھ سے نہ دیجے، جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ یہ انداز جدید اردو میں کم استعمال ہوتا ہے۔ اس کے استعمال کا دارومدار علاقے اور تہذیب پر بھی ہے نیز یہ خالصتاً ادبی انداز گفتگو ہے۔ نیز یہ طریق التماس و التجا میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ بعض علاقوں میں کیجیے، لیجیے وغیرہ کے ساتھ مزید ادب و احترام یا تہذیب ظاہر کرنے کے لئے گا کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ جیسے آپ ہمارے گھر آیئے گا، جی کچھ فرمایئے گا، آپ کیا پسند کیجیے گا وغیرہ۔

بعض اوقات فعل کے آخری و سے پہلے ایک ی بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے لکھو سے لکھیو، رہو سے رہیو اس قسم کا استعمال جدید شعراء میں سے جون ایلیا کی شاعری میں ملتا ہے جیسے

نظر پر بار ہو جاتے ہیں منظر
جہاں رہیو وہاں اکثر نہ رہیو

امر میں بعض اوقات جو حکم دیا جاتا ہے اس میں آئندہ ہمیشہ یا تا دیر قائم رہنا پایا جاتا ہے جیسے خدا کا حکم ہے کہ چوری نہ کرو، قتل نہ کرو وغیرہ۔ امر میں بعض اوقات کام کا جاری رہنے پایا جاتا ہے جیسے جیا رہ، کرتا رہ، جلتا رہ۔

امر میں تشدد اور سختی ظاہر کرنے کے لئے مصدر کے بعد ہو گا بڑھا دیتے ہیں جیسے تمہیں کرنا ہوگا۔ اب تو تمہیں جانا ہی ہوگا۔ یہ انداز عام طور پہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب کسی کو حکم ماننے سے انکار ہو۔ اسی مقصد کے لئے مصدر کے بعد پڑے گا کا اضافہ بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے لکھنا پڑے گا، جانا پڑے گا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

یہ بات مسلمانوں میں ہر شخص جانتا ہے اور غالباً کسی کو بھی اس سے بے خبری نہ ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کو بھیجتا ہے جو دین کے اُس حصہ کو تازہ کرتا ہے جس پر کوئی آفت آئی ہوئی ہوتی ہے یہ سلسلہ مجددوں کے بھیجے کا اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے موافق ہے جو اس نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) میں فرمایا ہے پس اس وعدہ کے موافق اور رسول اللہ ﷺ کی اس پیشگوئی کے موافق جو کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر فرمائی تھی یہ ضروری ہوا کہ اس صدی کے سر پر جس میں سے انیس برس گذر گئے کوئی مجدد اصلاح دین اور تجدید ملّت کے لئے مبعوث ہوتا اس سے پہلے کہ کوئی خدا تعالیٰ کا مامور اس کے الہام و وحی سے مطلع ہو کر اپنے آپ کو ظاہر کرتا مستعد اور سعید فطرتوں کے لئے ضروری تھا کہ وہ صدی کا سر آجانے پر نہایت اضطراب اور بے قراری کے ساتھ اس مرد آسمانی کی تلاش کرتے اور اس آواز کے سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہوجاتے جو انھیں یہ مژدہ سناتی کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے وعدہ کے موافق آیا ہوں۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 232 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

بے خبری: علم نہ ہونا

صدی: سو سال century

مجدد: تجدید کرنے والا، تازہ کرنا، ایک قدیم خیال، عقیدے یا نظریے کو ازسر نو زندہ کرنا، قائم کرنا۔

آفت: مصیبت

موافق: مطابق

اصلاح دین: Reformation of religion

تجدید ملّت: Reunion/restoration of nation

مستعد اور سعید فطرت: efficient and capable قابل اور اہل لوگ۔

صدی کا سر: صدی کا اختتام یا صدی کا آغاز Last or starting decades of a century

اضطراب اور بے قراری: کسی مشکل کو دیکھ کر دل میں پیدا ہونے والی دکھ کی کیفیت۔

ہمہ تن گوش: پوری توجہ اور انہماک سے سننے والا، کمال متوجہ۔

مژدہ: خوشخبری

م م محمود

سفر تین وادیوں کا
وادئ کیلاش، کمراٹ اور سوات کی سیر

ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی موسمِ گرما کے آتے ہی برف سے ڈھکے فلک بوس پہاڑوں، شفاف نیلے پانیوں کی پتھروں سے ٹکراتی فرحت بخش آوازوں اور سبز گھاس کے وسیع و عریض دلکش میدانوں کی حسین یادیں پہلوئے قلب سے گوشۂ دماغ میں آنا شروع ہوگئیں اور ان حسین و دلفریب یادوں کے آتے ہی دو سال قبل کے رکھے rucksack (ہائیکنگ بیگ) کی جھاڑ پونچھ شروع کر دی۔ 2020ء میں کرونا وبا کے باعث پاکستان کے شمالی علاقہ جات میں سیاحوں کی آمد پر پابندی لگا دی گئی تھی لہٰذا سالِ گزشتہ اپنے سے کہیں دور پہاڑوں کو مخاطب کر کے خود کو یوں تسلی دی کہ

دل یہ کہتا ہے کہ شاید ہو فسردہ تو بھی
دل کی کیا بات کریں دل تو ہے ناداں جاناں

لیکن 2021ء میں تمام تر احتیاطوں کے ساتھ سیاحوں کو شمالی علاقہ جات میں سیاحت کی اجازت دی گئی تو گزشتہ سال کی تشنگی کو بھی اس طرح دور کرنے کی ٹھانی کہ امسال ایک کی بجائے تین وادیوں کا رخ کیا جائے۔ پاکستان کے انتہائی خوبصورت شمالی علاقہ جات کی یہ تین وادیاں وادئ کیلاش، وادئ کمراٹ اور وادئ سوات تھیں۔

19 جون کی رات کو دعا و صدقہ کے ساتھ اس ارادہ پر باقاعدہ عمل کا آغاز کیا اور رات کے سفر کرنے کے بعد 20 جون کو علی الصبح راولپنڈی پہنچے۔ راولپنڈی، شمالی علاقہ جات کی طرف جانے کے لیے پاکستان کا جنکشن ہے اور پاکستان کے شمالی علاقوں کو جانے والے سیاح مرکزی دارالحکومت سے متصل اس جڑواں شہر سے ہو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ فجر کی اذان سے قبل ہی راولپنڈی کے مختلف اڈوں سے شمال کے کوہساروں کی جانب مسافروں کو لے جانے کے لیے بسوں اور ویگنوں کا سفر شروع ہو جاتا ہے۔ شہر کے ان معروف اڈوں میں سے سب سے معروف اڈہ پیر ودھائی ہے۔ ہم نے چترال جانا تھا لہٰذا یہاں سے تیمر گرہ جانے والی گاڑی پر سوار ہوئے۔

تیمر گرہ

چکدرہ انٹرچینج تک موٹر وے پر سفر کرنے کے بعد قریباً تین گھنٹے میں ہم تیمر گرہ شہر پہنچے۔ تیمر گرہ پاکستان کے ضلع دِیر زیریں کا ضلعی صدر مقام ہے۔ تیمر گرہ دریائے پنجکوڑہ کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔ دیر زیریں میں سب سے بڑا بازار تیمر گرہ ہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کا نام تیموری سلطنت کے بانی تیمور بادشاہ کے نام سے کچھ اس طرح موسوم ہے کہ جب امیر تیمور ہندوستان پر حملہ کرنے کی غرض سے جا رہا تھا تو اس کا گزر تیمر گرہ سے ہوا اور وہاں وہ اپنے گھوڑے سے نیچے گر گیا لہٰذا اس جگہ کا نام تیمور گرہ پڑ گیا جو کہ بعد میں رفتہ رفتہ تبدیلی کی وجہ سے تیمر گرہ بن گیا۔ مگر بعض کے نزدیک یہ درست نہیں کیونکہ اردو زبان کا آغاز بہت بعد میں ہوا جبکہ تیمور کا زمانہ اردو زبان سے قبل کا ہے۔

تیمر گرہ میں کچھ قدیم مقبرے بھی موجود ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ قبریں آریہ لوگوں کی ہیں اور ان کا زمانہ 1500ء سے 600ء قبل مسیح عیسوی بتایا جاتا ہے۔

تیمر گرہ سے دِیر

تیمر گرہ سے van تبدیل کرنے کے بعد ہمارا اگلا سفر چترال کی جانب تھا۔ تیمر گرہ سے براستہ دِیر شہر تھوڑے وقفہ کے بعد vans اور coasters چترال شہر کو روانہ ہوتی ہیں۔ یہ گاڑیاں فی سواری 750 روپے کرایہ وصول کرتی ہیں۔ چنانچہ دِیر سے ہوتے ہوئے شام قریباً چار بجے چترال شہر پہنچے۔ راستے میں بعض چھوٹی tunnels سے گزرنے کے علاوہ لواری Tunnel سے بھی گزر ہوا۔

لواری سرنگ

یہ سرنگ پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ کے ضلع چترال اور ضلع دِیر کے درمیان درہ لواری میں پہاڑوں کے نیچے سے گزرتی ہے۔ یہ سرنگ چترال اور دِیر کو ملاتی ہے۔ یہ دو سرنگیں ہیں۔ ان میں سے ایک کی لمبائی 8.5 کلومیٹر اور دوسری کی لمبائی 3 کلومیٹر ہے۔ یہ پاکستان کی طویل ترین سرنگ ہے۔ 2017ء میں اس کی تکمیل کے بعد دِیر سے چترال کا زمینی سفر لگ بھگ اڑھائی سے تین گھنٹے مختصر ہوگیا ہے۔ اس کی تعمیر سے قبل سردیوں میں برف باری کے بعد لواری پاس ٹریفک کے لئے بند ہوجایا کرتا تھا۔ جس کے سبب چترال کا ملک کے دیگر علاقوں کے ساتھ زمینی راستہ منقطع ہوجاتا تھا اور کھانے پینے کی اشیاء کی رسد براستہ افغانستان ہوا کرتی تھی۔ اسی طرح سرنگ بننے سے قبل لواری پاس سے گزرتے ہوئے بالخصوص سردیوں کے موسم میں ہر سال قریباً آدھ درجن انسان لقمۂ اجل بن جایا کرتے تھے۔ لواری ٹنل ایک عجوبے سے کم نہیں کیونکہ یہ سرنگ پہاڑوں کے بیچوں بیچ ساڑھے آٹھ کلو میٹر طویل سرنگ ہے۔ اس سرنگ کو تقریباً 26 ارب روپے کی لاگت سے مکمل کیا گیا ہے۔ اس کی تکمیل سے پشاور اور چترال کے درمیان مسافت 14 گھنٹے سے کم ہو کے 7 گھنٹے رہ گئی ہے۔ لواری ٹنل کی تعمیر کے بعد مسافروں کو ساڑھے دس ہزار فٹ بلند لواری ٹاپ عبور کرنے سے نجات مل گئی ہے اور پورا سال آمد و رفت کی سہولت بھی میسر ہوچکی ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق 68 سال کے دوران لواری ٹاپ کے راستے سفر کرتے ہوئے تقریباً 8 ہزار افراد نے برفانی ہواؤں اور تودوں کی زد میں آ کر جانیں گنوائی۔ اس طویل سرنگ میں خوبصورت برقی قمقمے لگے ہوئے ہیں جو اس سرنگ کے منظر کو مزید دیدہ زیب بناتے ہیں۔ یہ سرنگ دن میں کچھ وقت ٹریفک کے لیے بند بھی کی جاتی ہے۔ بعض اوقات یہ دورانیہ دو سے تین گھنٹے بھی ہوتا ہے۔ ہمارے پہنچنے سے چند منٹ قبل یہ سرنگ بند ہو چکی تھی چنانچہ ہمیں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ یہاں انتظار کرنا پڑا۔

چترال

شام کو چترال پہنچنے کے بعد شہر میں ہم نے دریائے چترال کے کنارے اپنے خیموں میں پڑاؤ کیا۔ شہر میں قیام کے لئے درمیانے درجہ کے ہوٹل بھی موجود ہیں۔ شام کو چترال شہر دیکھنے کے لئے گئے۔ جس میں چترال کی قدیم مسجد، قلعہ، میوزیم اور پولو گراؤنڈ شامل تھے۔ یہ شہر بہت زیادہ بڑا نہیں ہے لیکن بازار میں روزمرہ اشیائے ضرورت بآسانی دستیاب ہو جاتی ہیں۔ چونکہ دکانداروں کی اکثریت کا تعلق ارد گرد کے علاقوں سے ہے اس لیے بازار سرِ شام ہی بند ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ رات کو دریائے چترال کے کنارے آگ جلائی اور باوجود بیس گھنٹے مسلسل سفر کے خود کھانا بنایا۔ کھانا بنانے کے لئے ہم گیس کے چھوٹے سلنڈر کا چولہا لے کر گئے تھے۔ کھانے کے لئے چترال کے بازار سے ہی گوشت، ٹماٹر، ہری مرچ، گھی اور دیگر اشیائے ضروریہ خرید کی گئیں۔ کھانا بنانے کے دوران بعض مقامی افراد ہمارے پاس آگئے اور اس شہر کے بارہ میں بعض خود ساختہ کہانیاں سناتے رہے جسے ہم بڑی دلچسپی سے ایک کان سے سن کر دوسرے کان کے ذریعہ خاموشی سے باہر نکالتے رہے۔

دریائے چترال کے کنارے خیمہ لگاتے ہوئے

صبح جب اٹھے تو سورج نے ابھی آنکھ نہ کھولی تھی۔ نماز پڑھ کر جب فارغ ہوئے تو سورج کی کرنیں پہلے پہاڑوں اور پھر دریائے چترال پر پڑیں تو وادی کا حسن دوبالا ہو گیا۔ دریا خوب ٹھاٹھیں مارتا بہہ رہا تھا۔ کچھ دوست تصویر کشی میں مصروف تھے جبکہ بعض صبح کا ناشتہ بنانے کے فرائض کی انجام دہی کر رہے تھے۔ ناشتہ کے بعد جونہی فارغ ہوئے تو اپنے اگلے قیام یعنی وادئ کیلاش کا سفر کرنے کے لئے مکمل تیار تھے۔ خیمہ جات دورانِ تیاری ناشتہ اتارے جا چکے تھے۔ اڈے پر پہنچ کر ایک بڑی جیپ (land cruiser) میں سوار ہوئے۔ چترال سے وادئ کیلاش تک اس جیپ کا کرایہ 300 روپیہ فی سواری ہے۔ وادئ کیلاش تین دیہاتوں رمبور، بمبوریت اور بریر پر مشتمل ہے۔

کیلاش کا خوبصورت راستہ

اگر آپ دِیر کی طرف سے درہ لواری کو عبور کر کے آ رہے ہیں اور چترال جانے کی بجائے سیدھے وادئ کیلاش پہنچنا چاہتے ہیں تو چترال سے قریباً 30 کلومیٹر پہلے بائیں جانب دروش نامی قصبے میں اتر جائیں۔ دروش سے آپ کو کیلاش کی جیپیں مل جائیں گی۔ لیکن دِیر سے بھی آپ جیپ کروا کر کیلاش پہنچ سکتے ہیں۔ دِیر سے دروش قریباً تین گھنٹے جبکہ دروش سے

کیلاش تک قریباً دو گھنٹے جیپ کا سفر ہے۔ دروش تک سڑک پختہ آتی ہے لیکن دروش سے آگے آیون تک کہیں کہیں پختہ سڑک ہے تاہم آیون سے آگے سڑک ناہموار اور غیر پختہ ہے۔ چترال میں جیپ کے علاوہ کوئی گاڑی نہیں چلتی۔ چنانچہ یہاں سفر کا مطلب ہی جیپ کا سفر ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ پہلے چترال اور پھر کیلاش جانا چاہتے ہیں تو چترال کے جیپ اسٹینڈ سے بھی آپ کو وادیٔ کیلاش کے لیے جیپ مل جائے گی جو دروش اور آیون کے راستہ سے ہوتی ہوئی قریباً ساڑھے تین گھنٹے میں آپ کو کیلاش پہنچا دیتی ہے۔ آیون وادیٔ کیلاش کا دروازہ ہے۔ کیلاش کی تینوں وادیوں بمبورت، بریر اور رامبور کے راستے یہیں سے نکلتے ہیں۔ آیون خود بھی ایک خوبصورت، سرسبز اور پرسکون گاؤں ہے۔ یہ دریائے چترال کے عین کنارے پر واقع ہے۔ اس کے کھیت اتنے سبز اور مخملیں ہیں کہ دور سے سبز رنگ کا ایک قالین معلوم ہوتے ہیں۔

چترال شہر سے 35 کلومیٹر دور جنوب میں کوہ ہندوکش کے سرسبز پہاڑوں میں چھپی حسین مناظر سے بھرپور وادی ''کیلاش'' ہے جو عام پہاڑی وادیوں کے روایتی تاثر سے بالکل مختلف ہونے کے باعث دیکھنے والے کے ذہن سے تاحیات نہیں مٹتی۔ کیلاش میں رمبور، بریر اور بمبورت تینوں وادیاں پہاڑوں کے تین علیحدہ سلسلوں میں واقع ہیں۔ ان تینوں میں سب سے خوبصورت اور بڑی وادی بمبورت ہے۔ یہ وادی اپنے درمیان میں بہتی نیلگوں شفاف پانی کی ندی اور اس کے پتھروں سے سر ٹکرا کر جھاگ اڑاتی لہروں کے گرد پھیلے دورویہ سبز کھیتوں پر مشتمل بے حد قابل دید ہے۔ کیلاش کو کافرستان بھی کہا جاتا ہے۔

جب آپ آیون سے کیلاش کی طرف چلیں تو راستہ بتدریج اونچا ہوتا جاتا ہے۔ دائیں جانب نیچے کی طرف ایک شفاف ندی کا پانی پتھروں سے ٹکراتا ہوا مخالف سمت میں بہہ رہا ہوتا ہے۔ کچھ آگے چلیں تو ایک پل آتا ہے، جسے عبور کرتے ہی دوباش نامی ایک چیک پوسٹ ہے جس کی چھوٹی سی عمارت پر لہراتا ہوا پاکستان کا پرچم دور ہی سے نظر آجاتا ہے۔ اس چیک پوسٹ سے دائیں جانب بمبوریت جبکہ بائیں جانب بریر کے لیے راستہ جاتا ہے۔ یہاں سے کیلاش کی وادی میں داخل ہونے کے لیے مقامی افراد کے علاوہ سیاحوں کو 50روپے کا ایک ٹکٹ دیا جاتا ہے۔ اس ٹکٹ کی آمدنی وادی کے راستوں کی مرمت اور دیگر ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے۔ پل عبور کر کے آپ ندی کے دائیں طرف محوِ سفر ہو جائیں گے اور کیلاش کا بھرپور حسن رفتہ رفتہ آپ کے سامنے بے نقاب ہوتا چلا جائے گا۔ گنگناتے ہوئے شفاف پانی کے بے شمار چشمے راستے کے اوپر سے گزر کر ندی میں گرتے ہوئے ملتے ہیں۔ سیبوں اور خوبانیوں کے درخت جابجا گزرنے والے راستہ پر جھکے ہوئے ملتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا یہ آنے والے سیاحوں کو جھک کر خوش آمدید کہہ رہے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کو احساس دلائے گا کہ آپ وادیٔ کیلاش میں ہیں۔ بمبوریت یا رمبور پہنچ کر اگر آپ مزید مہم جوئی چاہتے ہیں اور ہائیکنگ کا ارادہ رکھتے ہیں تو وادی کے دونوں طرف کے پہاڑوں میں سے کسی ایک سلسلے کو عبور کر کے بریر جاسکتے ہیں۔ بعض مہم جو سیاح یہ کرتے ہیں۔ یہ قریباً تین گھنٹے کی ہائیکنگ ہے۔

چترال اور وادیٔ کیلاش کی سیاحت کیلئے سال کے صرف چار مہینے ہی مناسب ہیں، کیونکہ اکتوبر سے مئی تک یہاں نہایت سخت سردی پڑتی ہے اور ہر سو برف کا راج ہوتا ہے۔ چترال میں داخلے کا دروازہ یعنی درہ لواری شدید برف کی لپیٹ میں آکر بالکل بند ہو چکا ہوتا ہے۔ چنانچہ صرف جون سے ستمبر تک کا موسم یہاں سیاحت کے لئے موزوں ہے۔

مقامی روایات کے مطابق کیلاشی سکندر اعظم کی اس فوج کی اولاد ہیں جو فتوحات کے دوران صدیوں قبل ان علاقوں سے گزری تھی۔ مقامی لوگ اپنی اس تاریخ پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے خدوخال میں آج بھی یونانی جھلک نظر آتی ہے۔ کیلاشی سال میں تین تہوار مناتے ہیں۔

کیلاشی گاؤں رمبور

آیون سے مکمل طور پر غیر پختہ اور ناہموار راستہ پر تقریباً ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد کیلاش کے گاؤں رمبور پہنچے۔ یہ گاؤں 72 گھرانوں پر مشتمل ہے۔ رمبور میں کچھ دیر قیام کیا۔ یہاں کے ایک مقامی اسکول ٹیچر سے ملاقات ہوئی جو بڑی محبت سے ملے اور انہوں نے گاؤں کے مختلف حصوں کی سیر اور تعارف کروایا جس میں کیلاشیوں کی عبادت گاہ ''جستک ہان'' بھی شامل تھی۔ رمبور بمبوریت کی نسبت چھوٹا گاؤں ہے اور رہائش کے لیے مناسب ہوٹلز نہیں ہیں لہٰذا سیاح یہاں بالعموم قیام نہیں کرتے۔

کیلاشی گاؤں بمبوریت اور بعض کیلاشی روایات

رمبور سے روانہ ہونے کے بعد قریباً ایک گھنٹہ سفر کر کے کیلاش کے ایک اور گاؤں بمبوریت پہنچے۔ شام کو بمبوریت گاؤں دیکھا اور کیلاشیوں کی تہذیب وثقافت سے آگاہی حاصل کی۔ یہاں مقامی افراد ایک دوسرے کو سلام کرنے کے لئے لفظ ''اشپاتا'' استعمال کرتے ہیں۔ کیلاشی بڑے مہمان نواز ہیں اور پرتپاک انداز میں مہمانوں کا استقبال کرتے ہیں۔ خواتین یوں تو پردہ نہیں کرتیں لیکن سیاحوں کے تصویر لینے کو ناپسند کرتی ہیں۔ بمبوریت میں بھی کیلاشیوں کی عبادت گاہ گئے نیز قبرستان اور بشالی کی عمارت دیکھی۔ بشالی اس عمارت کو کہا جاتا ہے جہاں خواتین ایامِ مخصوصہ اور بچے کی پیدائش کے ایام یہاں گزارتی ہیں۔ کیلاشی خواتین اپنے مخصوص لباس کے باعث پہچانی جاتی ہیں۔ یہ خواتین لمبی اور کالی پوشاکیں پہنتی ہیں جو سیپیوں اور موتیوں سے مزین ہوتی ہیں۔ کیلاشی مرد بالعموم داڑھی نہیں رکھتے جس کے باعث معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مرد کیلاشی مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ مرد شلوار قمیص پہنتے ہیں۔ پاکستانی معاشرے کے برعکس یہاں مرد و خواتین کا سماجی میل ملاپ برا نہیں سمجھا جاتا۔ کیلاشی سال میں تین تہوار مناتے ہیں جسے فیسٹیول کا نام دیتے ہیں۔ ہر تہوار کا نام علیحدہ ہے۔ کیلاش کی تینوں وادیوں کے رہنے والے افراد اپنی اپنی وادی میں

کیلاش

میں یہ تہوار مناتے ہیں۔ بمبوریت میں رہائش کے لیے مناسب ہوٹلز موجود ہیں اور یہاں آنے والے سیاح انہی ہوٹلوں میں رات گزارتے ہیں۔

کیلاش سے وادیٔ کمراٹ

رات بمبوریت میں شفاف پانی کے ایک نالے کے کنارے خیمہ زن ہوئے۔ چونکہ سفر طویل تھا لہٰذا اگلے روز طے پایا کہ ناشتہ راستہ میں ہی کیا جائے۔ اس جیپ نے دیر تک فی سواری 700 روپیہ وصول کیا۔ قریباً چار گھنٹے مسلسل سفر کے بعد ہم دیر پہنچے۔ کچھ وقت دیر میں قیام کے بعد دیر کے اڈہ سے وادیٔ کمراٹ کی جانب روانگی ہوئی۔ دیر بالا کے ضلع ہیڈ کوارٹر سے 500 میٹر قبل یادگار فرید خان شہید (باب کمراٹ) سے ایک شاہراہ شروع ہوتی ہے جو آپ کو اس حسین و دلکش وادی تک لے جاتی ہے۔ دیر سے کمراٹ تک قریباً چار گھنٹے کا سفر ہے۔

راستہ میں قصبہ شرینگل نے بھی آنکھیں بچھا کر ہمارا استقبال کیا۔ یہاں پر اپر دیر، لوئر دیر اور چترال کے طلباء کے لئے بنائی گئی ایک یونیورسٹی ''بے نظیر بھٹو شرینگل یونیورسٹی'' بھی موجود ہے، جس کا فنِ تعمیر خاصا متاثر کن لگا۔ شرینگل ایک خوبصورت قصبہ ہونے کے ساتھ ساتھ دیر اپر کے بعد اس شاہراہ پر سب سے بڑا تجارتی مرکز بھی ہے۔ یہاں پر سیاحوں کی رہائش اور کھانے پینے کی تمام سہولیات موجود ہیں۔ تقریباً ایک گھنٹے کے مزید سفر کے بعد ''دروازوں'' نامی گاؤں آتا ہے، جہاں دریا پر بنا پل آپ کو اس راستہ پر لے جاتا ہے جو ''کمراٹ'' سے ''اتروڑ'' اور ''بادوگئی پاس'' سے ہوتے ہوئے کالام پہنچاتا ہے۔ تھل پہنچ کر ہم نے کچھ دیر نیچے اتر کر تھکاوٹ دور کرنے کی کوشش کی۔ یہاں ڈیڑھ سو سال قبل لکڑی سے تعمیر شدہ ایک خوبصورت جامع مسجد دارالاسلام کو دیکھنے کے بعد وادیٔ کمراٹ کی جانب روانہ ہوئے۔ اگر آپ اپنی گاڑی پر وادیٔ کمراٹ کی سیر کے لیے آئے ہیں تو آپ کو اپنی گاڑی تھل کے قصبہ میں ہی پارک کرنی پڑتی ہے کیونکہ یہاں سے آگے وادیٔ کمراٹ یا جاز بانڈہ آپ 4×4 جیپ پر ہی جاسکتے ہیں۔ بعض سیاح رات تھل میں دریا کے کنارے بنے ہوٹلز میں بھی بسر کرتے ہیں اور یہاں گزشتہ سفر کی تھکاوٹ دور کر کے اگلے روز آگے کے لیے روانہ ہوتے ہیں۔

تھل میں لکڑی سے تعمیر شدہ ڈیڑھ سو سال قدیم مسجد دارالاسلام

وادیٔ کمراٹ

تھل سے 20 کلومیٹر لمبی وادیٔ کمراٹ شروع ہو جاتی ہے۔ تھل سے کمراٹ تک چونکہ لوکل ٹرانسپورٹ نہیں ہیں اس لئے جیسا کہ ذکر کیا گیا یہاں سے آگے 4×4 گاڑی پر ہی سفر کیا جا سکتا ہے۔ لوکل جیپ

ڈرائیور زیہاں 4 سے 5 ہزار روپے طلب کرتے ہیں۔ راستہ میں وہ جنگل آتے ہیں جو اس وادی کے حسن کی معراج اور انتہائی دل موہ لینے والے ہیں۔ اس جنگل کے آخر میں برف سے ڈھکے بلند و بالا پہاڑ نظر آتے ہیں۔ کمراٹ میں خوبصورت جنگلوں، خیموں، عارضی ہوٹلوں کے لیے مختص جگہ، آبشار، کالاپانی، دو جنگہ، کنڈل شاہی باندہ، چروٹ باندہ، ازگلو باندہ اور آخر میں شہروز باندہ سے ہوتے ہوئے آپ بلند پہاڑی سلسلہ پر پہنچتے ہیں جسے عبور کرنے پر آپ چترال میں داخل ہو جائیں گے۔

تھل سے دو راستے نکلتے ہیں۔ ایک راستہ وادی کمراٹ کو جاتا ہے جہاں قدم قدم پر پر ہوش رُبا فطری نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں، جبکہ دوسری طرف جاز باندہ ''بانال'' کا خوبصورت میدان ہے۔ بانال کوہستانی زبان میں اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں پر پہاڑوں پر 5 سے 10 گھر ہوں اور گرمیوں میں لوگ اپنے مال مویشیوں کے ساتھ رہتے ہوں۔ موسم گرما کے آغاز سے یہاں کے مقامی لوگ اپنے مال مویشیوں کو تقریباً 6ماہ کے لیے اوپر ان چراگاہوں پر لے جاتے ہیں اور سردی شروع ہوتے ہی یہ لوگ نیچے تھل اور دیگر ذیلی علاقوں کی طرف ہجرت کر کے اپنے ساتھ مکھن، دیسی گھی اور پنیر کی وافر مقدار لے آتے ہیں، جن سے یہ پھر سردیوں کے موسم میں اپنی ضرورت پوری کرتے ہیں۔

وادئ کمراٹ کو جاتا راستہ تھل سے دریا کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں پختہ اور بیشتر کچا ہے۔ جنگل میں قریباً ایک گھنٹہ سفر کے بعد تھوڑی بلندی پر پانی کا شور سنائی دیا تو معلوم ہوا کہ یہ کمراٹ کی مشہور آبشار ہے۔ گاڑی سے اتر کر ہم آبشار کی جانب بڑھ گئے۔ ابھی ہم پانچ منٹ ہی چلے تھے کہ بلندی پر ہمیں ایک پوری ندی تیزی سے نیچے گرتی ہوئی نظر آئی۔ آبشار بہت بلند اور وسیع تھی اور پانی کے گرنے کا شور جیپ ٹریک تک سنائی دے رہا تھا۔ تقریباً 5 منٹ کی مسافت کے بعد سامنے آبشار کا پورا وجود نظر آیا۔ کیا کمال کی بلند سفید آبشار تھی۔ اسکردو کی منتوخہ اور سوات کی مشہور آبشار جوارگو سے مشابہت رکھنے والی یہ آبشار حسن میں اپنی مثال آپ ہے۔ اب ہم آبشار کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے اور آبشار کے باریک

آبشار وادئ کمراٹ

قطروں سے بھرپور انداز میں لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس آبشار کی بلندی تقریباً 100 سے 120 فٹ تک ہے۔ یہاں سے ہم واپس تھل کے لیے روانہ ہوئے۔

تھل تا جاز باندہ

تھل واپس پہنچ کر ہماری اگلی منزل جاز باندہ تھی۔ جاز باندہ کے خوبصورت سرسبز میدانوں تک پہنچنے کے لیے تھل سے مسلسل چڑھائی اور خطرناک راستوں پر سفر کرتے ہوئے راستہ جندرئی گاؤں سے ہو کر جاتا ہے۔ جندرئی میں ایک خوبصورت میوزیم بھی ہے۔ جس میں وادی کمراٹ کوہستان سے متعلقہ مختلف نوادرات اور تاریخی طور پر اہمیت کی حامل چیزیں موجود ہیں۔ کچھ عرصہ قبل تک جندرئی سے جاز باندہ کیلئے ساڑھے سات کلومیٹر پیدل جانا پڑتا تھا، جو تقریباً 3 سے 4 گھنٹے میں طے کیا جاتا تھا لیکن اب جیپ مزید اوپر ٹکی ٹاپ تک لے جاتی ہے۔ یہاں سے جاز باندہ کا پیدل ٹریک قریباً ڈیڑھ سے دو گھنٹے ہے۔ تھل سے جندرئی اور پھر ٹکی ٹاپ دشوار گزار اور بعض جگہوں پر خطرناک جیپ ٹریک ہے۔

رات قریباً ساڑھے آٹھ بجے ٹکی ٹاپ پہنچے۔ ہم نے پہنچتے ہی جیپ سے سارے خیمے اتارے اور کیمپنگ کی نیز کھانا بنانے کی تیاری شروع کر دی۔ رات کو راولپنڈی سے خریدے گئے دال کے tin packs کھولے گئے اور تڑکا لگا کر پکائی گئی مزیدار دال بھی سارے دن کی تھکاوٹ کو دور نہ کر سکی۔ لہٰذا سب نے کھانا کھاتے ہی خود کو سلیپنگ بیگز کے اندر بند کر کے ''زپ زن'' کر لیا۔

صبح اٹھے تو ٹکی ٹاپ کی حسین پہاڑیاں اپنا ابھرا ابھرا حسن دکھا رہی تھیں۔ ناشتہ بنایا گیا اور بعد ناشتہ ٹکی ٹاپ کے حُسن کو کیمرہ میں سمونے کے بعد اس سفر کی پہلی ہائیکنگ کا آغاز کیا گیا۔ ٹکی ٹاپ سے جاز باندہ قریباً ڈیڑھ سے دو گھنٹے کی ہائیک ہے۔ جاز باندہ جانے کیلئے گھوڑے بھی مل جاتے ہیں۔ ابتداء میں کافی چڑھائی ہے لیکن بعد میں درمیانے درجے کی چڑھائیاں آتی ہیں۔ جاز باندہ تک تمام راستہ نہایت خوبصورت اور درختوں سے گھرا ہوا ہے۔ راستہ میں جگہ جگہ چشمے بہتے اور پہاڑوں سے نیچے پانی گرتا نظر آتا ہے۔

جاز باندہ

قریباً سوا گھنٹے سے دو گھنٹوں کے دوران تمام دوست جاز باندہ پہنچ چکے تھے۔ جاز باندہ کی خوبصورتی کو دیکھتے ہی تمام تھکاوٹ دور ہو چکی تھی۔

یہاں کے حسین منظر کو دیکھتے ہی بے اختیار سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا یہ شعر زبان پر جاری ہو گیا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

جاز باندہ کا وسیع و عریض سرسبز میدان سطح سمندر سے 8900 فٹ بلندی پر واقع ہے۔ جاز باندہ پہاڑوں کے درمیان چاروں جانب گھرا ایک وسیع سرسبز میدانی علاقہ ہے۔ یہاں بہت سے huts اور خیمے لگے ہوئے ہیں جہاں سیاح آ کر قیام کرتے ہیں۔ پہلے یہاں سیاحوں کا بہت زیادہ رجحان نہ تھا مگر چند سالوں سے سیاح بکثرت اس حسین وادی کا موسم گرما میں رخ کرتے ہیں۔ اسکول اور کالجز بھی اپنے طلباء کو لے کر یہاں آتے ہیں۔

جاز باندہ کا ایک دلکش منظر

کٹورا جھیل

ہم نے اپنے خیمے اور rucksacks ایک خیمے میں رکھے۔ کچھ دیر ستانے کے بعد sticks اور برساتیاں پکڑیں اور اپنی اگلی منزل کٹورا جھیل کی جانب رخ کیا۔ جاز باندہ سے کٹورا جھیل کا پیدل سفر اور ٹریکنگ ساڑھے چار کلو میٹر ہے جو دو سے اڑھائی گھنٹے میں مکمل ہوسکتا ہے۔ کٹورا جھیل کا ٹریک بھی فطرت کے نئے رنگوں سے آپ کا تعارف کرواتا ہے۔ یہ راستہ پتھریلا ہے۔ لیکن بہت دشوار گزار نہیں اور گائیڈ کے بغیر طے کیا جا سکتا ہے۔ سطح سمندر سے 1500 فٹ بلندی پر واقع کٹورا جھیل ہے۔ گلیشئرز کے خوبصورت فیروزہ مائل رنگ کے پانی والی اس جھیل کے اردگرد پہاڑ وادی نیلم کی رتی گلی جھیل کے پہاڑوں سے مشابہت رکھتے ہیں۔

اس جھیل کو مقامی زبان میں ''گان سر'' کہا جاتا ہے۔ کٹورا جھیل جاتے ہوئے ڈھنڈ باندہ، تورہ جھیل اور چھوٹی جھیلوں کے ساتھ بڑی آبشاروں دنوپشکیر، کونڑ اور کاڑد کے علاوہ کئی خوبصورت جھرنے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ گول کٹورے کی مانند ''کٹورا جھیل'' دنیا کی منفرد جھیل ہے۔ آبشار سے گرتے پانی اور جھیل میں تیرتے برف کے ٹکڑوں کو آپ دیکھتے ہی رہ جائیں گے۔ جھیل چاروں طرف سے بلند و بالا پہاڑی گلیشئرز اور الپائن کے دیو قامت گھنے جنگلات میں گھری ہوئی ہے۔ ان جنگلات میں نایاب جانوروں کی کثرت ہے، جس میں مارخور قابل ذکر ہیں۔ جھیل سے متعلق کئی دیومالائی کہانیاں بھی مشہور ہیں جو جھیل سیف الملوک کی طرح آپ کو مقامی لوگوں سے سننے کو ملیں گی۔

کٹورا جھیل

جاز بانڈہ آبشار

کٹورا جھیل سے واپس آ کر جاز بانڈہ میں کچھ دیر ستانے کے بعد جاز بانڈہ سے نیچے کی جانب ایک ٹریک جا رہا ہے اس ٹریک پر قریباً نصف گھنٹہ چلنے کے بعد ایک نہایت خوبصورت اور بڑی آبشار آتی ہے۔ یہ آبشار بھی قدرت کا ایک حسین شاہکار ہے۔ قریباً ڈیڑھ سو میٹر کی بلندی سے بہت تیزی کے ساتھ پانی نیچے گرتا ہے۔ قریب جانے پر کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ بالعموم یہاں سیاح ذرا کم آتے ہیں کیونکہ راستہ قدرے دشوار گزار ہے۔

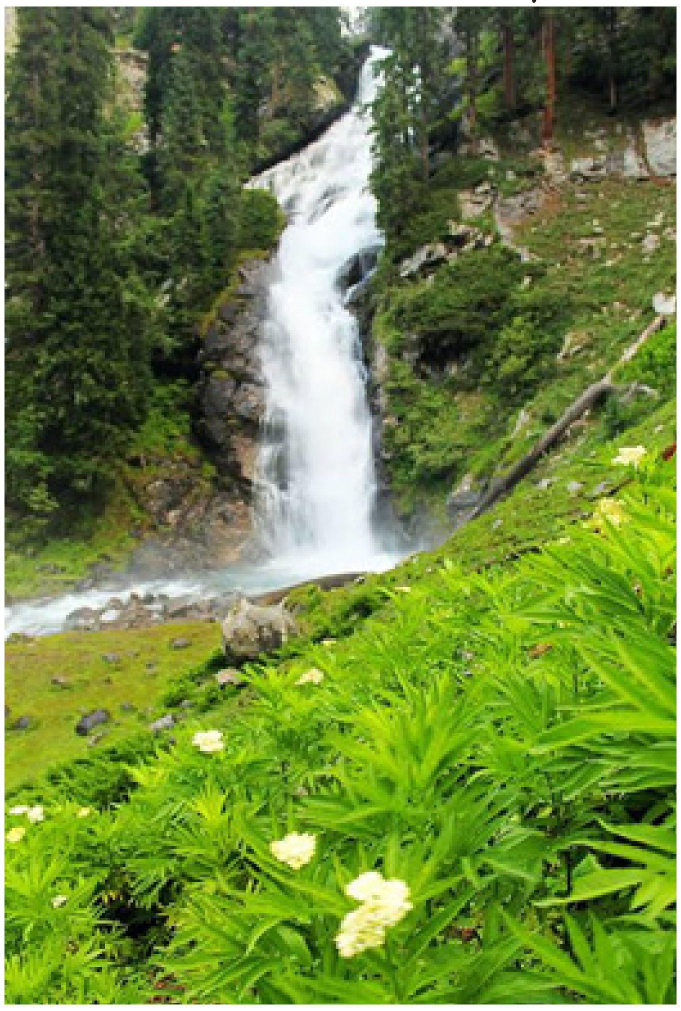

جاز بانڈا آبشار

رات جاز بانڈہ اپنے کیمپ میں گزاری اور tin pack میں موجود حلیم کو گرم کیا اور مقامی ہوٹل سے چپاتیاں لے کر سارے دن کی ہائیکنگ کے بعد شدید بھوک کو دور کیا۔ یہاں رات گئے تک کیمپ فائر سے بھی محظوظ ہوئے۔ سیاحوں کی ایک کثیر تعداد یہاں آئی ہوئی تھی۔ جاز بانڈہ سے دو دن کا ہائیکنگ ٹریک از مس بانڈہ سے کنڈول جھیل پر اترتا ہے۔ یعنی وادئ کمراٹ سے وادئ سوات ہائیکنگ کرتے ہوئے اترا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے موسم کا اچھا ہونا اور مقامی گائیڈ کو ساتھ لے کر جانا ناگزیر ہے۔

صبح اٹھنے اور ناشتہ کرنے کے بعد واپس ٹکی ٹاپ کی جانب روانہ ہوئے۔ واپسی کا سفر نسبتاً آسان تھا کیونکہ اترائی تھی۔ قریباً پون گھنٹے میں ٹکی ٹاپ پہنچے۔ ٹکی ٹاپ میں چونکہ جیپ موجود نہ تھی لہٰذا پیدل جندری پہنچے۔ یہاں سے بذریعہ جیپ تھل پہنچے۔

وادئ کمراٹ سے اتروڑ کے راستے وادئ سوات

تھل سے ایک جیپ پر کنڈول جھیل کے لیے روانہ ہوئے۔ یہ سارا غیر پختہ جیپ ٹریک ہے۔ گزشتہ دورِ حکومت میں اس راستہ کو مزید کشادہ کرنے کا کام شروع ہوا، جس کی وجہ سے اب یہ روڈ مقامی لوگوں اور سیاحوں کے لیے وادئ کمراٹ سے وادی کالام و سوات پہنچنے کا آسان ذریعہ بن چکا ہے۔ یہ راستہ تھل سے اتروڑ جا رہا ہے۔ ایک لینڈ کروزر جیپ جس پر با آسانی 12 سے 14، افراد سوار ہو جاتے ہیں، تھل سے اتروڑ پہنچانے کا قریباً دس ہزار روپیہ وصول کرتے ہیں۔

یہ راستہ بے حد دشوار گزار، انتہائی گھنے اور بلند جنگلات سے ہوتا ہوا گزرتا ہے۔ اس راستہ سے وادئ کمراٹ سے وادئ سوات کا سفر اپنی نوعیت کا انتہائی منفرد سفر ہے۔ اس سفر کے لیے جیپ اور چاق و چوبند ڈرائیور کا ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ قریباً چار گھنٹے کا سفر ہے لیکن دورانِ سفر انتہائی خوبصورت نظارے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ سرسبز پہاڑ اور ان سے نیچے آتے ٹھنڈے پانیوں کے چشمے آپ کا ساتھ اختتامِ سفر تک نبھاتے ہیں۔ ایک مقام بڑوائی ٹاپ بھی آتا ہے جو قابلِ دید ہے۔ ہم اس ٹاپ پر کچھ دیر کے لیے رکے اور تھل سے خریدے آموں سے دو دو ہاتھ کئے۔ جبکہ بعض چار چار ہاتھ کرنے سے بھی نہ چوکے۔ یوں لگتا تھا کہ آموں کے معاملہ میں سب ہی غالب کے مداح ہیں۔

اتروڑ گاؤں

اتروڑ پہنچنے کے بعد اتروڑ کے بازار سے کچھ خریداری کی۔ وادی اتروڑ جو کالام سے 16 کلومیٹر کے فاصلے پر سطح سمندر سے 7300 فٹ کی بلندی پر واقع چاروں طرف سے خوشنما پہاڑوں، فلک بوس چوٹیوں، گھنے جنگلات اور برف پوش کہساروں سے گھری ہوئی ہے۔ اتروڑ کے گاؤں میں قدیم دور کی لکڑی سے مزین گلکاری سے بھری ہوئی ایک عالی شان مسجد ہے۔ اتروڑ کا بلند قامت پہاڑ دسیسان جو زیادہ زرخیزی کی وجہ سے اس علاقہ کی مشہور چراگاہ ہے، جس میں لطف اٹھانے کی لیے سبزہ کے فرش بچھے ہیں، ٹھنڈے چشمے ہیں اور دلکش آبشار ہیں۔ اس کے علاوہ اس وادی میں چار مشہور جھیلیں ہیں جو کنڈولو ڈنڈ، سمس ڈنڈ اور خاپیر و ڈنڈ کے نام سے مشہور ہیں۔ جن تک راستے اتروڑ بازار سے نکلتے ہیں۔ سارا راستہ جنگل، پانی، آبشاروں اور جھرنوں سے آراستہ ہے۔ ان کے علاوہ اسی اتروڑ میں مونگا نامی اور چورات نامی گلیشیئرز ہیں جہاں تک پہنچنے میں صرف ڈیڑھ گھنٹہ لگتا ہے۔ راستہ میں خوبصورت آبشاریں اوچار اور اردگائل کے نام سے مشہور ہیں۔

اتروڑ کی وادی بہت ہی پرسکون وادی ہے۔ پوری وادی مختلف دریاؤں مثلاً دریائے گبرال، دریائے سپین خوڑ، دریائے کنڈولو اور دریائے خاپیرو سے بھری ہے۔ اس کے علاوہ مختلف آبشاروں اور ندی نالوں کا پانی بھی ان دریاؤں میں آ کر جمع ہو جاتا ہے جو موسم کو بڑا معتدل اور پرکشش بناتا ہے۔ دریا کی تیزی اور تندی دیکھنے کے لیے یہ علاقہ زیادہ مسحور کن علاقہ ہے۔ اس وادی تک پہنچنے اور گھومنے میں کوئی دشواری نہیں۔ رات قیام نہ کرنا ہو تو پھر بھی ایک دن کے ٹرپ کے بعد واپس کالام با آسانی آیا جا سکتا ہے۔ اتروڑ اب گاؤں کی بجائے ایک قصبہ بن چکا ہے اور اس کے بازار میں بنیادی ضرورت کی جملہ اشیاء آسانی سے میسر آ جاتی ہیں۔

اتروڑ سے روانہ ہوئے تو شام کے ساڑھے چھ بج چکے تھے۔ ہمارا ارادہ کنڈول کے راستہ میں رات لدّو میں کیمپنگ کرنے کا تھا۔ تاہم چلتے چلتے قریباً ایک گھنٹہ میں جھیل کے کنارے پہنچ گئے۔ لدّو سے کنڈول کا راستہ بعض جگہوں پر دشوار اور خطرناک بھی ہے۔ یہ جیپ ٹریک قریباً ایک سال قبل ہی بنا ہے لیکن ایڈونچر سے بھرپور ہے۔

کنڈول جھیل

سوات کی خوبصورت ترین جھیلوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس کا راستہ پہلے دشوار اور مشکل تھا۔ کالام سے اتروڑ جیپ پر جایا جاتا۔ وہاں سے کنڈول کے لیے ہائیکنگ کا آغاز ہوتا تھا جو کہ قریباً 3 سے 4 گھنٹے کی تھی اب اس کا راستہ بہت آسان ہو گیا ہے۔ اب جھیل تک جیپ ٹریک جاتا ہے۔ جب آپ اس جھیل پر پہنچیں گے تو آپ کو احساس ہو گا کہ گویا ہم جنت آ پہنچے۔ کنڈول جھیل کالام اتروڑ کی چالیس کی قریب معلوم جھیلوں میں سے سب سے بڑی ہے۔ اس کی بلندی دس ہزار فٹ اور لمبائی ڈیڑھ کلو میٹر جبکہ چوڑائی قریباً ایک کلومیٹر ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس کی گہرائی سو فٹ ہے۔ اس جھیل کو چاروں اطراف سے بلند و بالا برفانی پہاڑوں نے گھیر رکھا ہے۔ جبکہ مشرق کی جانب سے اس سے پانی کا اخراج ہوتا ہے جو ایک بڑی ندی کی صورت میں لدّو کی جانب بہتا ہے۔ لدّو میں سپین خوڑ جھیل سے آنے والے پانی کے ملاپ کے باعث پانی کے بہاؤ کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ پانی بالآخر دریائے گبرال میں مل جاتا ہے۔ کنڈول جھیل میں ٹراؤٹ مچھلی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ بھی ہے۔ کنڈول اور اس سے آنے والی ندی میں عمدہ قسم کی ٹراؤٹ کی بہتات ہے۔ حسب ضرورت شکار کیا جا سکتا ہے کنڈول جھیل کو مقامی زبان میں کنڈولو ڈنڈ بھی کہا جاتا ہے۔ کنڈول کا مطلب پیالہ یا جام کے ہیں اور چونکہ یہ جھیل ایک پیالہ سے مشابہ ہے اس لیے اس کا نام کنڈول جھیل ہی مشہور ہو گیا۔ چاندنی راتوں میں اس کے حسن سے محظوظ ہونے والے کسی عاشق نے یہ بھی مشہور کیا کہ چودھویں کا چاند اس کے نیلگوں پانی میں سونے کے جام کی طرح نظر آتا ہے۔ سیف الملوک کی طرح کچھ اور کہانیاں بھی سننے کو ملیں۔ مختصر یہ کہ وادئ کالام اور اتروڑ کی یہ سب سے خوبصورت جھیل ہے۔

جھیل پر پہنچتے پہنچتے رات ہو چکی تھی۔ برلبِ جھیل کیمپنگ کا آغاز کر دیا گیا اور ساتھ ہی رات کے لئے کھانے کا انتظام بھی شروع کیا۔ ہمارے علاوہ جھیل پر اور کوئی سیاح نہ تھا۔ رات نو بجے کھانا کھا کر فارغ ہوئے تو جھیل کے اردگرد موجود وافر تعداد میں موجود خشک لکڑیوں کا فائدہ اٹھایا گیا اور کیمپ فائر کا آغاز کیا گیا جو رات گئے جاری رہا۔ یہ چودھویں کی رات تھی۔ آسمان پر بادل نہ تھا اور چاند بھر پور صورت میں آسمان پر بلکہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ عین ہمارے سر پر موجود ہے۔ جھیل پر ایک شعر و ادب کی محفل بھی بپا ہوئی۔

کنڈول جھیل پر چودھویں کی شب کا ایک حسین منظر

اگلے روز جبکہ ابھی باقی دوست ادائیگی نماز کے بعد لحافوں میں گزشتہ روز کی تھکاوٹ دور کرنے کی سعیٔ ناکام فرما رہے تھے خاکسار جھیل کے کنارے بیٹھا خدا تعالیٰ کی قدرت اور رعنائی سے فیضیاب اور لطف اندوز ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر جھیل کے کنارے گزشتہ شب چودھویں کے

نظارہ ماہِ تمام کی یاد میں ایک قطعہ کہا

کل رات کو نظارۂ مہتاب بھی کیا خوب تھا
گو یارِ کامل نہ سہی پر سایۂ محبوب تھا
دیکھا اُسے جب مظہرِ نورِ خدا، میں کہہ اٹھا
اے چاند کیوں یونہی عبث تُو جابجا منسوب تھا

بعد ناشتہ ہماری اگلی منزل اسپن خوڑ جھیل تھی۔ کنڈول سے اسپن خوڑ جانے کے لئے ایک گائیڈ کی مدد لی گئی۔ یہ قریباً دو سے اڑھائی گھنٹے کا ہائیکنگ ٹریک ہے۔

اسپن خوڑ جھیل

’’سپین خوڑ (Spin Khwar)‘‘ پشتو زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ’’سفید یا صاف و شفاف پانی کی ندی‘‘ کے ہیں۔ یہ جھیل شمال کی طرف سے کنڈول جھیل اور مشرق کی طرف سے وادئ اتروڑ کے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ سپین خوڑ جھیل تین اطراف (مشرق، شمال، جنوب) سے فلک بوس پہاڑوں کے درمیان گھری ہوئی ہے۔ مغربی طرف سے بڑے بڑے پتھروں نے جھیل کے نیلے پانی کا راستہ روک رکھا ہے جس کی وجہ سے پانی نے ان پتھروں کے بیچ گہرائی میں اپنا راستہ نکال لیا ہے جو ایک آبشار کی شکل میں جھیل سے کوئی ایک گھنٹہ کی مسافت تک نیچے پہاڑ کے دامن میں بہتا ہے۔

سپین خوڑ جھیل تک رسائی دو راستوں کے ذریعہ کی جا سکتی ہے۔ پہلا راستہ لدّو سے براہ راست جھیل کی طرف پہنچتا ہے جو نسبتاً بہتر اور سہل ہے۔ مذکورہ راستہ سپین خوڑ آبشار تک پہنچ کر مزید دو چھوٹے راستوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ آبشار کی طرف منہ کر کے دائیں طرف شروع ہونے والا راستہ گھنے جنگل میں سے ہو کر مسلسل چڑھائی کی شکل میں اوپر جھیل تک پہنچتا ہے۔ اس راستے سے چل کر انسان قدرت کو اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر پاتا ہے۔ گھنے جنگل میں مختلف پرندوں کی مسحور کن آوازیں گویا کانوں میں رس گھولتی ہیں۔ چاروں طرف سبزہ، ہریالی اور رنگ برنگے جنگلی پھول آنکھوں کو تراوت بخشتے ہیں۔ قدم قدم پر چھوٹے چھوٹے جھرنے پیاس بجھانے کیلئے شور مچاتے رہتے ہیں۔ رہی سہی کسر ہر دس پندرہ منٹ کے بعد مختلف گھاٹیوں میں جمی ہوئی برف پورا کر دیتی ہے۔ یہاں سے لدّو سے سپین خوڑ آبشار تک کا راستہ کوئی تین گھنٹے بنتا ہے۔

دوسرا راستہ لدُّو سے ہو کر کچھ آگے جا کر کنڈول جھیل کی طرف سے نکلتا ہے۔ وہاں کم وقت میں سپین خوڑ جھیل تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ راستہ بڑے بڑے پتھروں کے درمیان میں نکلتا ہے۔ چونکہ یہاں تقریباً ہر بارش کے بعد چھوٹی بڑی سلائیڈنگ ہوتی رہتی ہیں، اس لئے اس راستہ پر درخت نامی کوئی شے نہیں ہے۔ سلائیڈنگ کی وجہ سے راستے میں بڑے بڑے پتھر تقریباً جھیل تک بکھرے پڑے ہیں۔ درختوں کی کمی کی وجہ سے سورج کی شعاعیں وقتاً فوقتاً تنگ کرتی رہتی ہیں اور پیاس بھی خوب لگتی ہے۔ چونکہ راستہ میں دو تین جگہوں پر پتھروں کے درمیان پانی گزرتا ہوا دکھائی دیتا ہے، اس لئے پیاس با آسانی بجھائی جا سکتی ہے۔ بہتر ہے کہ دورانِ سفر پانی کی بوتل ساتھ رکھی جائے۔ اگر پہاڑوں پر چڑھنے کی تھوڑی بہت مشق ہو تو اس راستے سے ساڑھے تین گھنٹوں کی مسافت کے بعد جھیل تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسی راستہ سے ہم جھیل پر پہنچے۔ کچھ دیر جھیل پر گزارنے کے بعد واپسی کا سفر اختیار کیا اور واپسی پر اترائی کی وجہ سے قریباً ایک گھنٹے میں لدُّو پہنچے۔ جہاں ہماری جیپ جس پر سامان موجود تھا، منتظر تھی۔ یہاں سے روانہ ہوئے تو راستے میں شاہی باغ دیکھنے کا پروگرام بن گیا۔

اسپن خوڑ جھیل

شاہی باغ

اتروڑ سے شاہی باغ اوپر کی جانب ایک راستہ جارہا ہے جو دشوار اور غیر ہموار ہے۔ جیپ پر قریباً ڈیڑھ گھنٹے سفر کے بعد شاہی باغ پہنچا جا تا ہے۔ پُر ہجوم اور پُر شور زندگی سے بہت دور سوات کی وادی گبرال کا ’’شاہی باغ‘‘ سیاحوں کو اپنے سرسبز ماحول، پائن اور بید کی مہک، تازہ ہوا، چہچہاتے پرندوں اور نیلے آسمان وجھرنوں کی بدولت منفرد تسکین فراہم کرتا ہے۔

بلند و بالا چوٹیوں میں واقع یہ مقام جسے شاہی باغ کے نام سے جانا جا تا ہے، ایک ایسا زبردست سیاحی مقام ہے جو کہ سطح سمندر سے 10 ہزار فٹ سے زائد بلندی پر واقع اور کالام سے 30 کلومیٹر دور ہے۔ یہ دیگر تمام مقامات سے مختلف ہے جس کی وجہ یہاں کے جنت نظیر مناظر ہیں، یہاں کے رنگ انتہائی نمایاں اور پُرکشش ہیں، یہ چھوٹا سا سرسبز جزیرہ پُرسکون دریاؤں سے گھرا ہے جہاں چارسو پرندوں کی چہچہاہٹ ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مصوروں نے فطرت کی سب سے خوبصورت پینٹنگ کو پینٹ کیا، جس کیلئے شوخ رنگوں کا استعمال کیا گیا، ہر رنگ اتنا نمایاں اور پُرکشش ہے کہ ہر ایک کو لگتا ہے کہ یہ مصنوعی جنت ہے۔ یہ کیمپنگ کیلئے بہترین ہے کیونکہ یہ چھوٹی وادی مختلف النوع سرور فراہم کرتی ہے، یہاں دن کی خوبصورتی مختلف اور کسی سے اس کا موازنہ ممکن نہیں۔ یہاں اوپر پہاڑوں سے آنے والے پانی سے ایک نہر جاری ہے جس میں سیاحوں کی تفریح کے لیے کشتی رانی کا انتظام ہے۔ ہمارے بعض ساتھی کشتی رانی سے محظوظ ہوئے۔ یہاں سے ہم کالام کی طرف روانہ ہوئے۔ کالام پہنچ کر فیصلہ ہوا کہ یہاں رکنے کی بجائے مہوڈنڈ جھیل پر رات قیام کیا جائے۔ قریباً دو گھنٹے کا سفر کرنے کے بعد ہم مہوڈنڈ پہنچے۔

مہو ڈنڈ جھیل

وادئ کالام سے مہوڈنڈ جھیل کا فاصلہ لگ بھگ 35 سے 40 کلومیٹر ہے۔ یہ فاصلہ با آسانی تین گھنٹوں میں طے کیا جا سکتا ہے۔ مہوڈنڈ جانے کے لیے کالام سے جیپیں اور کاریں چلتی ہیں۔ راستے میں اوشو، مٹلتان، پلوگا اور دیگر چھوٹے بڑے خوبصورت روایتی دیہاتوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ راستے میں ایک خوبصورت جنگل بھی آتا ہے۔ جھیل جاتے ہوئے راستے میں دریائے سوات بھی آپ کا ہم سفر رہتا ہے۔

مہوڈنڈ کو یہ نام کیوں دیا گیا اس حوالے سے تمام لوگوں کا یہی کہنا ہے کہ مہے پشتو زبان میں مچھلی کو کہا جاتا ہے جبکہ ڈنڈ جھیل کو یعنی مچھلیوں کی جھیل۔ چونکہ یہاں مچھلیاں بکثرت پائی جاتی تھی اس لئے یہ نام دیا گیا تاہم اگر تاریخی حوالہ سے دیکھا جائے تو یہ بات غلط ہے کیونکہ پشتونوں کی سوات آمد سولہویں صدی کے دوسرے عشرے میں ہوئی تھی جب پشتو زبان یہاں مشہور نہیں تھی تو اسے یہ نام کیسے دیا گیا۔ بعض کے نزدیک سوات میں یوسفزئی کی آمد سے پہلے ہندوؤں اور بدھ مت والوں کی حکومتیں گزری ہیں اس لئے یہ نام ہندوؤں نے مہاڈنڈ رکھا یعنی بڑی جھیل۔ بدھ مت کے پیروکاروں کا کہنا ہے کہ مہاتما بدھ کی یہاں آمد کی وجہ سے اس کا نام مہاڈنڈ یعنی مقدس جھیل یا مہاتما بدھ جھیل رکھا جو بعد میں بگڑ کر مہوڈنڈ بن گیا۔ اس جھیل کا کل رقبہ 1500 سے 1700 کنال ہے، سطح بلندی 9400 فٹ ہے۔ مہوڈنڈ سے 20 منٹ کی مسافت پر نسبتاً ایک چھوٹی جھیل سیف اللہ واقع ہے۔ یہاں جانے کے لیے جیپ ٹریک بنا ہوا ہے جبکہ پیدل بھی جایا جا سکتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل تک اس جھیل پر چند خیمے لگے ہوتے تھے۔ لیکن اب اس جھیل کا منظر ناران سے ملتا جلتا ہے کیونکہ کثرت سے خیمہ جات اور huts بن گئے ہیں۔ رات گزارنے کے بعد اگلے روز ہماری واپسی کالام کی جانب ہوئی۔ یہ ہفتہ کا دن تھا۔ چنانچہ واپسی پر ہمیں سیکڑوں کی تعداد میں گاڑیاں مہوڈنڈ کی جانب جاتی نظر آئیں۔ قریباً سوا دو گھنٹے میں کالام پہنچے۔

مہوڈنڈ جھیل

کالام

کالام وادئ سوات میں دریائے سوات کے کنارے ضلع سوات، خیبر پختونخواہ میں واقع ہے۔ سطح سمندر سے اس کی بلندی 6800 فٹ ہے۔ یہ اسلام آباد سے 270 کلومیٹر جبکہ مینگورہ سے 99 کلومیٹر دور واقع ہے۔ یہاں گرمیوں میں موسم نہایت خوشگوار رہتا ہے اور سردیوں میں شدید سردی اور برف باری ہوتی ہے۔ کالام اب ایک چھوٹا سا قصبہ بن چکا ہے اور یہاں بحرین اور مدین کی طرف سے ایک پختہ سڑک آ رہی ہے۔ جس کے باعث نہ صرف سفر کی مسافت کم ہوگئی ہے بلکہ بکثرت سیاح بالخصوص گرمیوں میں یہاں کا رخ کرتے ہیں۔

قریباً شام پانچ بجے ہماری یہاں سے روانگی ہوئی۔ کالام سے مینگورہ کا کرایہ 300 روپے فی سواری ہے۔ بحرین و مدین کے راستے ہوتے ہوئے ہم رات آٹھ بجے مینگورہ پہنچے۔ یہاں رات کا کھانا کھانے کے بعد راولپنڈی کیلئے کوسٹر پر سوار ہوئے۔ اور یوں ہمارا یہ چھ روزہ سفر اختتام پذیر ہوا۔

رپورٹ: انیس احمد۔ مبلغ سلسلہ دارو ریجن سیرالیون

طاہر احمدیہ سیکنڈری اسکول کیلاہون، سیرالیون میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے طاہر احمدیہ سیکنڈری اسکول کیلاہون، دارو ریجن سیرالیون میں مورخہ 23 مارچ 2022 کو جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انعقاد کیا گیا۔ الحمد للّٰہ علی ذالک۔

جلسہ سے قبل مختلف کلاسز طلباء و اساتذہ کو تلاوت، نظم اور یوم مسیح موعود کی مناسبت سے مختلف موضوعات پر تقاریر تیار کروائی گئیں۔ مورخہ 23 مارچ بروز بدھ صبح 10:00 بجے کو اسکول کے احاطہ میں خاکسار کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آغاز ہوا۔

جلسہ کا آغاز طالبعلم عزیزم ابوبکر سیسے نے سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت سے کیا جبکہ ترجمہ عزیزم فوڈے موسی باؤ نے پیش کیا۔ بعد ازاں ایک طالبعلم عثمان کمارا نے مسیح کی آمد ثانی کے متعلق حدیث پیش کر کے اسکی تفصیل بتائی۔ اسکے بعد عزیزہ زینب محمود نے حضرت مسیح موعودؑ

کا منظوم کلام ''حمد و ثناء اسی کو جو ذات جاودانی'' مترنم آواز میں پڑھ کر سنایا۔

بعد ازاں مکرم محمد الیف کروما صاحب پرنسپل طاہر احمدیہ سیکنڈری اسکول نے 23 مارچ کا پس منظر و اہمیت بیان کی۔ ازاں بعد ایک طالبعلم براہما واندی نے دس شرائط بیعت پڑھ کر سنائیں۔ پھر ایک استاد مسٹر مایا نے احمدیہ عقائد کے موضوع پر تقریر کی اسکے بعد ایک اور استاد مسٹر علی الیف کروما نے احمدی اور غیر احمدی میں فرق کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد سرکٹ مشنری مولوی ابراہیم محمود صاحب نے مسیح کی آمد از روئے احادیث کے موضوع پر تقریر کی اور آخر پر خاکسار نے یوم مسیح موعود کی اہمیت اور ہم یوم مسیح موعود کیوں مناتے ہیں؟' کے موضوع پر تقریر کی۔ دوران جلسہ مناسب مواقع پر طلباء کی جانب سے نعرہ ہائے تکبیر بھی بلند ہوتے رہے۔ جلسہ کے آخر پر جلسہ میں کی گئی تقاریر پر مبنی سوالات کئے گئے درست جوابات دینے والے طلباء کو نقد انعامات دیئے گئے۔

دعا کے ساتھ اس بابرکت روحانی جلسہ کا اختتام ہوا۔ جلسے میں طاہر احمدیہ سیکنڈری اسکول نیز احمدیہ مسلم پرائمری اسکولز کیلاہون کے 550 طلباء و اساتذہ نے شرکت کی۔

مقابلہ حفظ شرائط بیعت

ماہ مارچ کے آغاز میں یوم مسیح موعود کی مناسبت سے اسکول میں مقابلہ حفظ شرائط بیعت کااعلان کیا گیا۔ اور طلباء کو دس شرائط بیعت کے پرنٹس دیئے گئے۔ 22 مارچ کو مقابلہ حفظ شرائط بیعت کروایا گیا جس میں مختلف کلاسز سے 35 طلباء طالبات نے حصہ لیا سرکٹ مشنری مولوی ابراہیم محمود مومو، مسٹر مایا اور خاکسار نے فرائض منصفی ادا کئے۔ مقابلہ حفظ شرائط بیعت میں اول براہما واندی کلاس SS Arts1 دوم فوڈے موسی باؤ کلاس JSS 3 B جبکہ سوم یوسف تھامس کلاس SS Arts2 قرار پائے اور اگلے دن 23 مارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود کے موقع پر مقابلہ حفظ شرائط بیعت میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔

درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کے ایمان واخلاص میں برکت ڈالے اور ان کو جلسہ کی برکات اور مقاصد سے بھر پور حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

رپورٹ: فرخ شبیر لودھی۔ نمائندہ الفضل آن لائن، لائبیریا

اجتماع مجلس انصار اللہ مونٹسیراڈو کاؤنٹی لائبیریا

مکرم مرزا عمر احمد صاحب مبلغ مونٹسیراڈو کاؤنٹی تحریر کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لائبیریا کی مونٹسیراڈو کاؤنٹی کو مورخہ 13 مارچ بروز اتوار مجلس انصار اللہ کا اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

تفصیلات کے مطابق انصار اللہ کا یہ اجتماع احمد آباد (Kpo River) میں 14 ایکڑ کے ایک وسیع میدان میں منعقد ہوا جو جماعت کی ملکیت ہے۔ یہاں جماعت احمدیہ کا نصرت جہاں جونیئر ہائی سکول اور ایک خوبصورت مسجد بھی تعمیر ہے۔

اجتماع کی تیاری کے سلسلہ میں صدر مجلس انصار اللہ محترم ڈاکٹر عبد الحلیم صاحب نے شروع سے آخر تک تمام امور کی نگرانی کی۔ آپ نے اجتماع کے انتظامات کی دیکھ بھال اور ان کو آسان بنانے کے لئے ایک ٹیم کی تشکیل دی۔ کمیٹی کے ممبران کو ہدایت کی کہ وہ اپنے مفوضہ ذمہ داریاں فوری سنبھال لیں۔

کورونا کی وباء اور ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے محترم امیر صاحب کی طرف سے ہدایت تھی کہ اجتماع کو دو دن کی بجائے ایک دن تک محدود کر دیا جائے۔

اجتماع کا آغاز انفرادی تہجد اور باجماعت نماز فجر سے ہوا۔ پرچم کشائی کے بعد اجتماع کا باقاعدہ آغاز ہوا جس میں صدر مجلس انصار اللہ محترم ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب نے انصار اللہ کا پرچم بلند کیا اور کاؤنٹی کا پرچم لوکل مشنری مکرم ابراہیم کمارا صاحب نے بلند کیا۔

پہلے اجلاس میں تلاوت، عہد اور نظم کے بعد نماز کی اہمیت اور پھر انصار اللہ کی تربیت اولاد کے حوالے سے ذمہ داریاں کے پر تقاریر پیش کی گئیں۔

جسکے بعد ورزشی اور تعلیمی مقابلہ جات کا آغاز کیا گیا۔

تعلیمی مقابلہ جات میں دینی معلومات، اذان اور صلوٰۃ منعقد کئے گئے۔ اسی طرح ورزشی مقابلہ جات میں ریلے ریس، دوسو میٹر ریس، لمبی چھلانگ اور پنجہ آزمائی کے مقابلے رکھے گئے۔

مقابلہ جات کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں اور بعد ازاں شاملین نے مل بیٹھ کر کھانا تناول کیا۔

اختتامی تقریب میں مکرم نوید احمد عادل صاحب امیر و مشنری انچارج لائبیریا نے شرکت فرمائی۔ آپ نے پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے۔ آپ نے انصار اللہ سے مختصر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ تربیت و تبلیغ کے کاموں کو رکنے نہیں دیتا اور خدا کے فضل اور تدبیر کے ساتھ ان امور کی انجام دہی کی جانب گامزن رہتا ہے۔ لہٰذا کورونا کی بیماری میں اس طرح کے چھوٹے اور مختصر پروگرام اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

مختلف جماعتوں سے آئے آئمہ اور انصار کو تربیت اولاد کی جانب توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا کام یہ نہیں کہ خود نماز ادا کرلی تو اپنی تمام ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوگئے۔ بلکہ ہماری اولین ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اولاد کو اپنے ساتھ لیکر مسجد کی طرف چلیں۔ دنیا امن کا گہوارہ نہیں بن سکتی جب تک کہ ہم اپنے پیچھے متقی اولاد چھوڑ کر نہ جائیں۔ ہم عمر کے اس حصہ میں ہیں جہاں ہم لوگ اپنی عمر کا آدھے سے زائد حصہ گزار چکے ہیں۔ دیکھنا اب یہ ہے کہ ہم اپنے پیچھے اپنی اولاد کے لئے کیا چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

خطاب کے بعد محترم امیر صاحب نے دعا کروائی اور مجلس انصار اللہ مونٹسیراڈو کاؤنٹی کا اجتماع اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بخیر و خوبی اختتام پزیر ہوا۔ اجتماع میں 20 جماعتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے کل 67 انصار نے شمولیت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اجتماع ہر لحاظ سے شاملین کے لئے بابرکت ہو اور انہیں ایمان و اخلاص میں بڑھائے۔ آمین

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

نے فرمایا ہے کہ یہ جو آخری عشرہ کے دن ہیں یہ اس برکتوں والے مہینے کی وجہ سے جہنم سے نجات دلانے کے دن ہیں۔ گناہ گار سے گناہگار شخص بھی اگر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے تو اپنے آپ کو آگ سے بچانے والا ہو گا۔ پس یہ گناہگار سے گناہگار شخص کے لئے بھی ایک خوشخبری ہے کہ اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے سامان کر لو۔ پس جن کو اس رمضان کے گزرے ہوئے دنوں میں دعاؤں کا موقع ملا ہے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کا موقع ملا ہے، اس کی رضا کی راہوں پر چلنے کا موقع ملا ہے یا جن کو اپنی شامت اعمال کی وجہ سے گزرے ہوئے دنوں کی برکات سے فیضیاب ہونے کا موقع نہیں ملا۔ ہر ایک کو اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت دل میں پیدا کرتے ہوئے ان آخری دنوں کی برکات سے فیض اٹھاتے ہوئے، دعائیں کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے ان بقیہ دنوں کے فیض سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور یہ دن جو ہیں ان کو دعاؤں میں گزارنا چاہئے۔

۔۔۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آخری عشرے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کے لئے اتنی کوشش فرماتے جو اس کے علاوہ کبھی دیکھنے میں نہ آتی تھی۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الاعتکاف۔ باب الاجتہاد فی العشر الاواخر من شہر رمضان)

پس ہمارے سامنے یہ اُسوہ ہے۔ ان بقایا دنوں میں ہمیں چاہئے کہ خاص توجہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یہ دن گزاریں، دعاؤں میں لگ جائیں اور اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جائیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اسے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب فضل لیلۃ القدر۔ باب فضل لیلۃ القدر)

گزشتہ گناہ بخشے جانے کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس کو آئندہ سے گناہ سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور نیکیاں کرنے کی طرف توجہ زیادہ پیدا ہو جائے گی اور اس کا ہر فعل خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بن جائے گا۔ پس ایک مومن جب اپنی غلطیوں پر نظر رکھتے ہوئے، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور پیش ہو گا، اس کے آگے جھک رہا ہو گا، دعائیں کر رہا ہو گا تو یہ دن یقیناً اس میں انقلابی تبدیلی پیدا کرنے والا دن ہو گا۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ ان دنوں کو اپنی زندگیوں کو سنوارنے کا ذریعہ بنا لیں اور خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص محض للہ دونوں عیدوں کی راتوں میں عبادت کرے گا اس کا دل ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا جائے گا اور اس کا دل اس وقت بھی نہیں مرے گا جب سب دنیا کے دل مر جائیں گے۔

(ابن ماجہ کتاب الصیام۔ باب فی من قام فی لیلتی العیدین)

پس دیکھیں، رمضان کی تبدیلیوں کو جو پاک تبدیلیاں دل میں پیدا ہوتی ہیں ان کو مستقل بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے خوبصورت انداز میں ترغیب دلائی ہے۔ عید کی خوشیوں میں اکثر لوگ بھول جاتے ہیں۔۔۔ کہ نماز بھی وقت پہ پڑھنی ہے کہ نہیں، تو رات کی عبادت کی طرف، نوافل کی طرف توجہ دلا کر یہ بتا دیا کہ فرائض تو تم نے پورے کرنے ہی ہیں لیکن اگر ہمیشہ کی رضا اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنی ہے تو راتوں کو بھی ان دنوں میں عبادت سے سجاؤ۔ رمضان کے بعد بھی اور خاص طور پر ایسے موقعوں پر جب خوشی کے موقعے ہوتے ہیں۔ جب آدمی کو دوسری طرف توجہ زیادہ ہو رہی ہوتی ہے۔ صرف ڈھول ڈھمکوں اور دعوتوں میں ہی نہ وقت گزار دو۔ پس یہ عبادتیں جو ہیں یہ زندگی کا مستقل حصہ بنی چاہئیں۔ دعاؤں کے سلسلے میں چند اور احادیث ہیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ کس طرح ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور کس طرح ہم دعاؤں کے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تم میں سے جس کے لئے باب الدعا کھولا گیا گویا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے سب سے زیادہ محبوب اس کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان پر جو ابتلاء آچکے ہیں یا جن سے خطرہ درپیش ہو ان سے محفوظ رہنے کے لئے سب سے زیادہ مفید بات دعا ہے۔ پس اے اللہ کے بندو تمہیں چاہئے کہ تم دعا میں لگے رہو۔

(سنن الترمذی۔ کتاب الدعوات۔ باب فی دعاء النبی ﷺ)

(خطبہ جمعہ 28 اکتوبر 2005)

فقہی کارنر

دعائے لیلۃ القدر

عَنْ عَا ئِشَةَ، قَا لَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُو لَ اللّٰهِ اَ رَ اَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَىُّ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَ قُولُ فِيهَا؟ قَالَ قُولِي : اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عُفُوٌّ (كَرِيمُ) تُحِبُّ الْعَفْوَ فَا عْفُ عَنِّي

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید 3513)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعا مانگوں۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا تم یوں دعا کرنا: اے میرے اللہ! تو مجھے بخشنے والا ہے (عزت دینے والا ہے) بخشش کو پسند کرتا ہے، مجھے بخش دے۔

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا ہے۔

فرمایا۔ تم نے ان کے سلام سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام تو وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ خدا تعالیٰ کا سلام وہ ہے جس نے ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا۔ جس کو خدا کی طرف سے سلام ہو بندے اس پر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آسکتے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ سَلٰمٌ قَوۡلًا مِّنۡ رَّبٍّ رَّحِیۡمٍ

(یٰس: 59)

(ملفوظات جلد نہم صفحہ 318)

مرسلہ: ناصرہ احمد۔ کینیڈا

28/اپریل2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:31	18:45
مدینہ منورہ	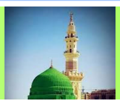	04:26	18:50
قادیان		04:18	19:06
ربوہ		03:58	18:46
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:12	20:20